پانچ
چھوٹے
ناٹک

T.T
No:..

دارالاشاعت پنجاب لاہور

1st Edition 1940. Price -/12/-

Taj Tahir Foundation

پانچ چھوٹے ناٹک

ننھّے بچّوں کے لئے

T.T.F LIBRARY
No. 154

سیّد نصیر احمد بی۔اے (جامعی)

سنہ ۱۹۴۰ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

باراوّل
قیمت ــــ ۱۲ر

Taj Tahir Foundation

بار اوّل ۔۔ ایک ہزار

Taj Tahir Foundation

فہرست

۱۔ شہزادیِ شکیلہ

چار مناظر میں ایک کھیل ۷

۲۔ گانے کا شوقین شہزادہ

دو مناظر میں ایک کھیل ۳۷

۳۔ رات کی بات

تین مناظر میں ایک کھیل ۷۱

۴۔ جادو کا ہیرا

تین مناظر میں ایک کھیل ۱۰۵

۵۔ لنگڑا بادشاہ

لڑکوں کے لئے ایک دلچسپ ڈرامہ ۱۳۷

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

دیباچہ

کھیل تماشوں کی طرف رغبت بچّوں کی فطرت ہے۔ اِن سے نہ صرف بچّوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ ان کی صحت پر بھی بہت اچھّا اثر پڑتا ہے۔

ناٹک اور ڈرامے بچّوں کو خوش رکھنے اور ان کی صحت کو فائدہ پہنچانے کے علاوہ ذہنی قوتوں کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ اسٹیج پر کام کرنے سے بچّوں میں قوّت بیان پیدا ہوتی۔ اور دوسرے لوگوں کے سامنے بات کرنے کی جھجک جاتی رہتی ہے۔ اگر اصلاحی اور تعلیمی ناٹک اسٹیج کرنے کو دیئے جائیں۔ تو بچّوں کے مستقبل پر اچھّا اثر پڑتا ہے۔

یہ "پانچ چھوٹے ناٹک" بعض انگریزی کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھے گئے ہیں۔ البتہ یہاں کے حالات کے مطابق انہیں

Taj Tahir Foundation

اپنا لیا گیا ہے۔ تاکہ انہیں اسٹیج کرنے میں بچّوں کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔ اور نہ منظر۔ لباس اور دوسری اشیا فراہم کرنے میں کوئی دقّت ہو۔

میں محمد فاضل صاحب کا بے حد ممنون ہوں۔ جن کی کریمانہ توجہ اور مساعی سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ بچّے اسے پسند کریں گے۔

سیّد نصیر احمد بی۔ اے (جامعی)

Taj Tahir Foundation

شہزادی شکیلہ

چار مناظر میں ایک کھیل

Taj Tahir Foundation

کھیل میں کام کرنے والے

بادشاہ

ملکہ

شہزادی شکیلہ

شاہی طبیب

منادی کرنے والا

ایک بوڑھا

دو بدمعاش

جادوگرنی

صفدر

خرگوش

ملازم - درباری - امراء - وغیرہ

Taj Tahir Foundation

پہلا منظر

[بادشاہ کا دربار۔ کمرے کے چاروں طرف دیواروں کے ساتھ امیر۔ وزیر اور ملازم چُپ چاپ کھڑے ہیں۔ بیچ میں بادشاہ اور ملکہ کے لئے دو خوب صورت تخت ہیں۔ دائیں طرف کے تخت پر ملکہ بیٹھی ہے۔ مگر بادشاہ اپنے تخت کے آس پاس کمر پر ہاتھ باندھے ٹہل رہا ہے۔ وہ پریشان اور اُداس معلوم ہوتا ہے]

بادشاہ ۔[بڑبڑاتے ہوئے] کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیئے ضرور۔

ملکہ ۔ بڑبڑاتے رہنے سے کچھ بن چکا۔ اب تک آپ نے کیا کرلیا؟

بادشاہ ۔ [زور سے] میں نے کیا کرلیا؟ تم مزے سے بیٹھی سمجھتی ہو کہ میں کچھ کر ہی نہیں رہا ہوں؟ [اَور زور سے] میں نے شہزادی کے تمام ملازموں کو قید کر دیا ہے۔ وُہ سب کے سب بہت

سست اور بے پروا نکلے۔ غضب خدا کا ان کے ہوتے ہوئے شہزادی اکیلی جنگل میں جا نکلی۔ بالکل اکیلی۔ اوّل تو اس کی تلاش میں اتنی تکلیف ہوئی جس کی حد نہیں۔ اور آخر میں جب اُسے ڈھونڈ نکالا۔ تو اس کے حواس غائب پائے۔ یہ سب ان بدمعاشوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنا پُرانا گھر بھول گئی ہے۔ اپنے باپ کو بھول گئی ہے۔ اپنی ماں کو بھول گئی ہے۔ بالکل احمق اور بے وقوف معلوم ہوتی ہے۔ بھلا ایسی احمق شہزادی سے کوئی شادی کی حامی بھرے گا؟ [غصّے سے] میں ان سب بے کار اور کاہل ملازموں کو کولھو میں پلوا دوں گا۔ [ملکہ کی طرف دیکھ کر] اس کے سوا اَور میں کر کیا سکتا تھا۔ مگر تم کہو۔ تم نے کیا کیا؟

ملکہ۔ شاہی طبیب شہزادی کو دیکھنے بھیجا ہے۔ وُہ بڑا ہوشیار اور قابل آدمی ہے ⁂

بادشاہ۔ [ایک ملازم سے] جاؤ جا کر شاہی طبیب سے کہہ دو۔ کہ جانے سے پہلے ہمارے حضور میں حاضر ہو۔

[ملازم جھک کر سلام کرتا ہے - اور باہر چلا جاتا ہے]

[ملکہ کے لفظوں کو دہراتے ہوئے] ہوشیار اور قابل آدمی ہے!
بے وقوف! مفت کی روٹیاں کھا کھا کر موٹا ہو گیا ہے - پیٹ
دیکھو تو ڈھول کی طرح - طبیب! فضول - جب بے چارے موتی
کی ٹانگ پھندے میں پھنس کر ٹوٹ گئی تھی - تب اس نے
کیا کر لیا تھا؟

ملکہ - [نرمی سے] اب کتے کی ٹانگ وہ بنا تو سکتا نہیں تھا - بازار
میں بھی نئی ٹانگیں نہیں ملتی ہیں!

بادشاہ - [زور سے] شہزادی شکیلہ کے لئے اسے ضرور کچھ نہ
کچھ کرنا ہو گا - اور اگر وہ ناکام رہا - تو میں اسے کوڑے
لگواؤں گا - سب لوگوں کے سامنے کوڑے لگواؤں گا -
بے وقوف کہیں کا - میں اسے . . . . . .

[ابھی فقرہ پورا نہیں ہوتا - کہ ملازم جھک کر داخل ہوتا ہے]

ملازم - شاہی طبیب!

[دروازہ کھلتا ہے - اور شاہی طبیب داخل ہو کر آداب بجالاتا

ہے۔ وہ بڑی عمر کا موٹا تازہ آدمی ہے]

بادشاہ۔ جناب تشریف لے آئے؟ قبرستان آباد کرنے والے! کیا نتیجہ نکالا؟

شاہی طبیب۔ حضور والا نے غالباً آج میرا مذاق اُڑانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بہت خوب۔ میں حاضر ہوں۔ قبرستان آباد کرنے والا۔ [ہنستا ہے] خوب رہی! مگر یہ بات تو اُن نیم حکیموں کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ جو نہ جالینوس کو جانتے ہیں نہ بقراط کو۔ اور جنہوں نے آج تک ارسطو کی ایک بھی کتاب نہیں پڑھی۔ لیکن میں نے تو ہمیشہ کوشش کی ہے۔ کہ حضور والا۔ اور خُدا بخشے حضور والا کے والد ماجد اور دادا جان کی ....

بادشاہ۔ [تنگ آ کر] کیا بک بک لگا رکھی ہے۔ حضور والا۔ حضور والا۔ یہ کہو۔ شہزادی کا کیا حال ہے؟

طبیب۔ میں یہ کہنے والا تھا عالیجاہ! کہ جالینوس ....

بادشاہ۔ [غصے سے] جالینوس! جالینوس!! جالینوس کو ڈالو

Taj Tahir Foundation

چولھے میں۔ شہزادی شکیلہ کے متعلق کیا کہتے ہو؟

طبیب۔ حضور والا میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ اس قسم کی بیماریوں میں بقراط کا خیال . . . .

بادشاہ۔ [غصے سے طبیب کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتا ہے] شہزادی شکیلہ! شہزادی شکیلہ! اس کے لئے کیا علاج تجویز کیا؟ پتہ بھی لگا۔ کہ اُسے بیماری کیا ہے۔ اُلّو کہیں کا۔

طبیب۔ [ابھی تک بادشاہ اُسے پکڑے ہوئے ہے] جی ہاں بادشاہ سلامت۔ بات یہ ہے۔ کہ میرے خیال میں شہزادی صاحبہ کے دماغ کو کچھ ہو گیا ہے۔ وُہ سب کچھ بھول جاتی ہیں۔ اُنہیں کچھ یاد نہیں رہتا۔ وُہ کسی کو پہچان نہیں سکتیں۔

بادشاہ۔ [اُسے دھکا دے کر] احمق کہیں کا۔ وہی باتیں بکے جاتا ہے۔ جو ہم جانتے ہیں۔ [چلّا کر] دُور ہو میرے سامنے سے۔

[شاہی طبیب لڑکھڑاتا ہوا باہر نکل جاتا ہے]

[ملازم سے] منادی کرنے والے کو بُلاؤ۔

[ملازم جلدی سے باہر جاکر منادی کرنے والے کو بُلا لاتا ہے۔
اور بادشاہ تخت پر بیٹھ جاتا ہے]

بادشاہ ۔[منادی کرنے والے سے] جاؤ اور ملک بھر میں یہ منادی کردو۔ کہ جو آدمی شہزادی شکیلہ کو تندرست کر دے گا۔ اُس کے ساتھ شہزادی کی شادی کر دی جائے گی۔ اُسے انعام اکرام سے مالامال کر دیا جائے گا۔ اور ہمارا جانشین بھی وہی ہوگا۔

منادی کرنے والا ۔ بادشاہ سلامت کا حکم چوبیس گھنٹے کے اندر ملک کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔

[منادی کرنے والا آداب بجالاکر واپس جاتا ہے۔ اس کے بعد شہزادی شکیلہ داخل ہوتی ہے۔ وُہ آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ اور کسی طرف نہیں دیکھتی۔ اس کے گلے میں مالا ہے۔ جسے کبھی کبھی وُہ مُنہ میں ڈال لیتی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے چُپ رہتی ہے]

بادشاہ ۔ پیاری شکیلہ! [وُہ توجہ نہیں کرتی] شکیلہ!!

ملکہ ۔ [شہزادی کے گلے میں باہیں ڈال کر] میری جان شکیلہ!

شکیلہ - چھوڑ دو مجھے - تم ہو کون ؟

[بادشاہ اور ملکہ حیرانی اور مایوسی سے اس کی طرف دیکھتے ہیں - پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے]

Taj Tahir Foundation

دوسرا منظر

[ایک ویران سڑک ۔ ایک بوڑھا بائیں طرف سے داخل ہوتا ہے ۔ اس کے پاس ایک گٹھڑی ہے ۔ اور لاٹھی کے سہارے آہستہ آہستہ چلتا ہے ۔ تھوڑی دیر کے بعد دائیں طرف سے دو بدمعاش آتے ہیں]

پہلا بدمعاش ۔ بڑے میاں ! اس گٹھڑی میں کیا ہے؟ دکھاؤ تو !

بُوڑھا ۔ کچھ خریدو گے ؟ تمہیں کون سی چیز پسند ہے ۔ میرے پاس چاقو اور .....

دوسرا بدمعاش ۔ خریدیں گے تو کچھ نہیں ۔ وجہ یہ کہ ہمارے پاس دام نہیں ۔ لے البتہ لیں گے ۔ وجہ یہ کہ ہم تم سے زیادہ طاقتور ہیں ۔

Taj Tahir Foundation

بُوڑھا۔ تم ہو کون؟

پہلا بدمعاش۔ ہم چاقو خریدنا نہیں جانتے۔ چاقو سے گردن کاٹنا جانتے ہیں۔ رکھ دو جو کچھ تمہارے پاس ہے۔

[دونوں اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ ایک گٹھڑی چھین لیتا ہے۔ بوڑھا لاٹھی چلا کر بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرا اُس سے لاٹھی چھین کر پھینک دیتا ہے۔ اور بوڑھے کو پکڑ لیتا ہے]

بُوڑھا۔ بچاؤ بچاؤ۔ خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔ غریب کو لوٹ لیا۔ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔

[بائیں طرف سے صفدر دوڑتا ہوا آتا ہے۔ یہ مضبوط جسم کا نوجوان ہے۔ آتے ہی ایک بدمعاش پر حملہ کر کے اس کو گرا دیتا ہے۔ دوسرا اپنے ساتھی کا یہ حال دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ پہلا بدمعاش پھر اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر صفدر بوڑھے کی لاٹھی اُٹھا کر اس زور سے مارتا ہے۔ کہ وُہ چیختا چلاتا گرتا پڑتا اسٹیج سے غائب ہو جاتا ہے۔

صفدر یہ دیکھ کر کھل کھلا کر ہنس دیتا ہے۔ پھر بوڑھے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ جو دم لینے کے لئے زمین پر بیٹھ گیا ہے]

صفدر۔ [ہنستے ہوئے] بڑے میاں معاف کیجئے گا۔ ان بدمعاشوں کے بھاگنے کا تماشا دیکھنے میں مجھے آپ کا خیال ہی نہ رہا۔ کہیں چوٹ تو نہیں آئی ؟

بوڑھا۔ نہیں نہیں کہیں چوٹ نہیں آئی۔ تم عین وقت پر پہنچ گئے۔ بڑے نیک اور بہادر لڑکے ہو۔

صفدر۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کر لیجئے۔ میں آپ کے پاس ٹھہرتا ہوں میں کسی کا نوکر نہیں۔ اس لئے وقت میرا غلام ہے۔ گٹھڑی ایک طرف رکھ دیجئے۔ جہاں تک میرا اور آپ کا رستہ ایک ہو گا۔ وہاں تک گٹھڑی میں اُٹھا کر لے چلوں گا۔

بُوڑھا۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ [گٹھڑی ایک طرف رکھ دیتا ہے] خُدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ تم کہیں نزدیک ہی تھے۔ ورنہ بدمعاش میری جان لئے بغیر باز نہ آتے۔

Taj Tahir Foundation

صفدر۔ بڑے میاں اب آپ فکر نہ کیجئے۔ آپ کے ساتھ میں فردوس آباد تک جاؤں گا۔

بُوڑھا۔ بہت بہت شکریہ! میں خود فردوس آباد جا رہا ہوں میرا خیال ہے۔ تم وہاں بے چاری شہزادی کا علاج کرنے جا رہے ہو۔

صفدر۔ شہزادی! نہیں تو۔ میں تو شہرت اور عزت کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ . . . مگر یہ شہزادی کون ہے [دلچسپی سے] اسے کیا تکلیف ہے؟

بُوڑھا۔ تم نے بادشاہ کی منادی نہیں سُنی؟ شاید اس ملک میں نئے نئے آئے ہو۔

صفدر۔ جی ہاں میں شادی آباد سے آ رہا ہوں۔ میرے ماں باپ پچھلے سال مر گئے۔ جائیداد بھائی نے چھین لی۔ مجھے گھر سے نکال باہر کر دیا۔ اب میں شہرت اور عزت کی تلاش میں ہوں۔ مگر یہ بادشاہ کی منادی اور شہزادی کا کیا قصہ ہے؟

Taj Tahir Foundation

بوڑھا۔ کوئی ایک سال کی بات ہے۔ ہماری شہزادی شکیلہ پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ جس سے وُہ سب کچھ بھُول گئی ہے۔ نہ وُہ باپ کو پہچانتی ہے۔ اور نہ ماں کو۔ اس کے تمام ملازموں اور لونڈیوں کو قید کر دیا گیا ہے۔ اب بادشاہ سلامت نے منادی کی ہے۔ کہ جو کوئی شہزادی کو اچھّا کر دے گا۔ اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی جائے گی۔ اور بادشاہ کے بعد وُہی شخص تخت پر بھی بیٹھے گا۔ بڑے بڑے شہزادوں اور نوابوں نے اس کو اچھّا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اب تک سب ناکام رہے ہ

صفدر۔ [جوش میں آکر] تو شہزادی کو اچھّا کرنے کی کوشش میں کروں گا ؛

بُوڑھا۔ میں جوان ہوتا۔ تو میں بھی ضرور کوشش کرتا۔ تم بڑے نیک اور بہادر لڑکے ہو۔ مجھے اُمید ہے تمہیں کامیابی ہوگی۔ تمہارے چہرے سے ایسا ہی ظاہر ہوتا

ہے۔ مگر میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ اگر تمہاری جگہ میں ہوتا۔ تو سب سے پہلے اُس جنگل میں جاتا۔ جو شاہی محل کے جنوب میں ہے۔ شہزادی کی بیماری کا بھید وہیں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسی جنگل میں گھومتے گھومتے مصیبت اس پر آئی ؛

صفدر۔ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ بہر حال میں کوشش کروں گا اگر آپ سستا چکے ہیں۔ تو آیئے چلیں۔ میں آپ کو شہر تک حفاظت سے پہنچا دوں گا ؛

[وہ بوڑھے کی گٹھڑی اُٹھا لیتا ہے۔ اور دونوں آہستہ آہستہ دائیں طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں]

بُوڑھا۔ [چلتے چلتے] تمہاری باتیں تو بالکل بادشاہوں جیسی ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر کچھ دن اور زندہ رہا۔ تو اپنی زندگی ہی میں تمہیں فردوس آباد کا بادشاہ دیکھوں گا

صفدر۔ [قہقہہ لگاتے ہوئے] اگر میں بادشاہ بن گیا۔ تو آپ کے لئے ایک بڑا خوب صورت گھر بنوا دوں گا۔ اور

پھر آپ کو یہ بوجھ کبھی نہ اُٹھانا پڑے گا۔

پردہ

Taj Tahir Foundation

تیسرا منظر

[جنگل - اسٹیج کے ایک کونے میں ایک خرگوش پھندے سے اپنا پنجہ نکالنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اور جب کامیاب نہیں ہوتا ۔ تو چیختا ہے ۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد تھک کر خود ہی چُپ ہو جاتا ہے ۔ صفدر آتا ہے ۔ اس کا مُنہ تماشائیوں کی طرف ہے ۔ اور وُہ خرگوش کو نہیں دیکھتا]ؔ

صفدر ۔ کئی گھنٹوں سے جنگل میں گھوم رہا ہوں ۔ مگر کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا ۔ کہ شہزادی کی بیماری کا حال معلوم ہو ۔

[خرگوش پھر چیختا ہے ۔ صفدر چوکنا ہو کر پیچھے کی طرف

ؔ کسی چھوٹے بچّہ کو سفید لباس پہنا کر خرگوش بنایا جا سکتا ہے ۔ پھندا دکھانے کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ ایک پنجہ اسٹیج کے پیچھے اس طرح چھپ سکتا ہے ۔ جس سے یہ معلوم ہو ۔ کہ وہ کسی چیز میں پھنسا ہے ۔

دیکھتا ہے۔ اور اس کی طرف بڑھتا ہے]

صفدر۔ اد ہو۔ بےچارا خرگوش۔ ننھّے جانور ذرا ٹھہر! میں تجھے ابھی اس قید سے چھُڑاتا ہوں ؂

[خرگوش خُوش ہو کر اپنے جسم کو ہلاتا ہے]

صفدر۔ تھوڑی دیر کے لئے چُپ رہ۔ نہیں تو تیرا پنجہ چھُڑانا مُشکل ہو جائے گا ؂

[وہ گھٹنوں کے بل اس طرح بیٹھ جاتا ہے۔ کہ تماشائیوں کو خرگوش نظر نہیں آتا۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر کہتا ہے۔ "ہاں اب ٹھیک ہے" خرگوش چھوٹ کر تین ٹانگوں سے اسٹیج پر اُچھلنے کودنے لگتا ہے۔ لیکن چوتھی ٹانگ زمین پر نہیں رکھتا۔ صفدر اس کے زخمی پنجے کو ہاتھ میں لے کر دھیرے دھیرے ملتا ہے]

صفدر۔ شکر ہے کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی۔ ذرا یہ زخمی پنجہ بھی زمین پر رکھ ؂

[خرگوش زخمی پنجے کو زمین پر رکھتا ہے۔ اور روتا ہے۔

مگر اُسے درد کی تکلیف ہوتی ہے]

خرگوش۔ ہائے میرا پنجہ!

صفدر۔ تم! تم انسانوں کی طرح بول سکتے ہو؟ ہو نہ ہو اس جنگل پر جادو کا اثر ہے۔ یہاں کے جانور بھی انسانوں کی طرح بولتے ہیں۔ [بیٹھ جاتا ہے] آؤ اور میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے باتیں کرنی چاہتا ہوں۔

[خرگوش لنگڑا کر اس کی طرف جاتا ہے۔ اور صفدر گلے میں ہاتھ ڈال کر اسے بٹھا لیتا ہے]

صفدر۔ اب میری بات سنو۔ شاید تم میری مدد کر سکو۔ میں اس جنگل کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کوئی ایک سال کا ذکر ہے۔ کہ شہزادی شکیلہ یہاں آئی تھی۔ اور یہاں آکر کچھ ایسا ہؤا۔ کہ وُہ ہر چیز کو بھول گئی۔ اس وقت سے اُسے یہ بھی نہیں معلوم۔ کہ وُہ کون ہے۔ گویا وُہ اپنے آپ کو بھی بھول چکی ہے۔ نہ اپنے باپ کو پہچانتی ہے۔ نہ ماں کو۔ اور نہ محل میں کسی اَور کو۔

Taj Tahir Foundation

خرگوش۔ واقعی یہ جنگل ایسا ہے۔ یہاں آکر انسان سب کچھ بھول جاتا ہے۔ مجھے ڈر ہے۔ کہیں آپ پر بھی یہی اثر نہ ہو۔

صفدر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے!

خرگوش۔ میں آپ کو کبھی نہ بتاتا۔ مگر چونکہ آپ نے مجھ سے اچھا برتاؤ کیا ہے۔ اس لئے بتائے دیتا ہوں۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ [اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ پھر دوڑ کر اسٹیج کے ایک طرف جاتا ہے۔ اور چاروں طرف بڑے غور سے دیکھ کر واپس آجاتا ہے] دیکھئے اس جنگل میں آپ کو ایک بڑھیا ملے گی۔ وُہ آپ کو شربت پینے کو دے گی۔ وُہ شربت ہرگز نہ پیجئے گا۔ وُہ جادوگرنی ہے۔ اگر آپ کسی طرح اس کی لاٹھی چھین لیں۔ تو وُہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی بلکہ جو کچھ آپ جاننا چاہتے ہیں۔ سب کچھ خود آپ کو بتا دے گی۔

صفدر۔ مگر۔۔۔ وُہ مجھے ملے گی کہاں۔ اور۔۔۔

[ابھی فقرہ پورا نہیں ہوتا۔ کہ خرگوش ایک طرف بھاگ

کر کہیں چھُپ جاتا ہے]

صفدر۔ خوب۔ میرا ننھا دوست بھی بھاگ گیا۔ خیر جنگل میں گھومتا ہوں۔ کہیں نہ کہیں تو بڑھیا سے ملاقات ہو ہی رہے گی۔ کچھ بھی ہو۔ اس جنگل پر جادو کا اثر ضرور ہے۔ جبھی تو جانور بھی انسانوں کی طرح بات چیت کرتے ہیں ٭

[وُہ کھڑے ہو کر چلنا ہی چاہتا ہے۔ کہ کسی کے قدموں کی آواز آتی ہے۔ صفدر ہوشیار ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ چند منٹ کے بعد ایک بڑھیا لاٹھی ٹیکتی آتی ہے۔ بُڑھیا کی شکل بڑی خوفناک اور بھیانک ہے]

صفدر۔ بڑی بی آپ بہت تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ آیئے۔ آپ کو گھر تک پہنچا آؤں ٭

بُڑھیا۔ جیتے رہو بیٹے۔ تم بڑے اچھّے لڑکے ہو۔ واقعی میں بہت تھک گئی ہوں۔ اور پھر گرمی بھی تو غضب کی پڑ رہی ہے ٭

صفدر۔ ہاں! بہت زیادہ! مجھے بھی سخت پیاس لگی ہے ٭

Taj Tahir Foundation

بُڑھیا۔ گھر پہنچ کر میں تمہیں بہت اچھا اور خوشبودار شربت پلاؤں گی ۔

[بڑھیا ایک لمبا سانس لیتی ہے ۔ اسٹیج کے پیچھے سے خرگوش کی چیخ سُنائی دیتی ہے ۔ صفدر کو سب باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اور وُہ لپک کر بڑھیا کے ہاتھ سے اس کی لاٹھی چھین لیتا ہے۔ پیچھے ہٹ کر ہنسنے لگتا ہے]

صفدر۔ کیوں کیسی رہی ؟ بڑی بی تم جادوگرنی ہو۔ جادوگرنی! ہے نا!

بُڑھیا۔ [اس کے ہاتھ سے لاٹھی چھیننے کی کوشش کرتے ہوئے] میری لاٹھی ۔ شریر لڑکے ! میری لاٹھی واپس کر ۔ چور ۔ اچکے ۔ بدمعاش میری لاٹھی دے ۔ میری لاٹھی دے ۔ اس کے بغیر میں نہیں چل سکتی ۔ میری لاٹھی دے ۔

صفدر۔ [سختی سے] چپ چاپ کھڑی رہو ۔ [بڑھیا چپ چاپ کھڑی ہو جاتی ہے] تمہیں یہ لاٹھی اس وقت تک واپس نہیں ملے گی ۔ جب تک مجھے یہ نہ بتاؤ گی ۔ کہ شہزادی شکیلہ تندرست کس طرح ہو سکتی ہے ۔

بڑھیا۔ اگر تمہیں اتنی ہی بات معلوم کرنی ہے۔ تو میری لاٹھی لینے سے فائدہ؟ مجھے لاٹھی واپس کردو تمہیں سب کچھ بتائے دیتی ہوں + [وہ آگے بڑھ کر لاٹھی لینا چاہتی ہے]

صفدر۔ [سختی سے] چُپکی کھڑی رہو۔ میں تمہیں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم نے میرے سوالوں کا جواب نہ دیا۔ تو میں تمہیں پکڑ کر بادشاہ کے محل میں لے جاؤں گا۔ جہاں تم اپنے کئے کی سخت سزا پاؤ گی +

[تھوڑا سا وقفہ]

بُڑھیا۔ شہزادی اس طرح اچھّی ہو سکتی ہے۔ کہ تم صبح سویرے جب سُورج نہ نکلا ہو۔ سوتی ہوئی شہزادی کو شاہی باغ میں اُٹھا منگواؤ۔ اور ایک گلاب کا پھُول لے کر اس کی آنکھوں پر مل دو۔ شہزادی یکایک جاگ اُٹھے گی۔ اور اس کی بیماری دُور ہو جائے گی + اب میری لاٹھی واپس کردو۔

[صفدر لاٹھی واپس کرنے کو ہے۔ کہ خرگوش کی چیخ پھر سُنائی دیتی اور وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے]

صفدر۔ میں یہ لاٹھی واپس نہ کروں گا۔ اس کے جادو سے تم نے کئی بے گناہ آدمیوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ اب تم کو اس کے استعمال کی اجازت نہ دی جائے گی ؏

[گھٹنے پر رکھ کر لاٹھی کے دو ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔ بجلی چمکتی ہے۔ اور بادل کی گرج سُنائی دیتی ہے۔ بُڑھیا رونے لگتی ہے۔ دائیں طرف سے خرگوش اندر آتا ہے۔ اور بائیں جانب سے صفدر باہر جاتا ہے۔ بُڑھیا لاٹھی کے دونوں ٹکڑے اُٹھا لیتی ہے۔ ایک خرگوش کی طرف زور سے پھینکتی ہے۔ اور دوسرا صفدر کی طرف۔ خرگوش اس کی ہنسی اُڑاتا ہُوا بھاگ جاتا ہے ؏

پردہ

Taj Tahir Foundation

چوتھا منظر

[شاہی باغ۔ صبح کا وقت ہے۔ بادشاہ اور ملکہ امیروں وزیروں کے ساتھ آرہے ہیں۔ ان میں صفدر بھی ہے]

بادشاہ۔ کیا واہیات قصّہ ہے۔ جادو کا جنگل۔ جہاں لوگ سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ ہم نے تو کبھی اس قسم کا واقعہ نہیں سُنا۔

ملکہ۔ مگر ہماری شکیلہ کو یہ بیماری اس جنگل میں تو ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے۔ یہ کہانی بالکل ٹھیک ہے۔

بادشاہ۔ ہشت۔ اس بُڑھیا کی کہانی . . . . .

[ملکہ جمائی لیتی ہے۔ اور بادشاہ کا فقرہ ابھی پُورا نہیں ہوتا۔ کہ ملکہ کو دیکھ کر امیر وزیر بھی جمائی لیتے ہیں]

بادشاہ۔ [امیروں وزیروں سے] گدھو! اس طرح جمائیاں

مت لو۔ بدتمیز کہیں کے۔

[یہ کہہ کر خود بھی جمائی لیتا ہے۔ جس پر صفدر کو ہنسی آجاتی ہے]

بادشاہ۔ [صفدر سے] تم نے ہمیں خوب بے وقوف بنایا۔ صبح صبح بستروں سے اُٹھا کر یہاں لے آئے ہو؟ مگر یاد رکھو۔ کہ اگر تم کامیاب نہ ہوئے۔ تو اس کی سزا ایسی دی جائے گی۔ کہ عمر بھر نہ بھولو گے۔ اگر جنگل میں واقعی کوئی جادوگرنی تھی۔ تو تم اُسے کھینچ کر محل میں کیوں نہ لے آئے؟ تمہارے سوا کسی اور نے اُسے کیوں نہ دیکھا؟ اور یہ کون مانے گا۔ کہ خرگوش بھی انسانوں کی طرح بولتے ہیں۔ پھر صبح سویرے سب کو جمع کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ بالکل واہیات کہانی ہے۔ تم پاگل ہو۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ہم سب بھی پاگل ہیں۔ جو تمہارے چکّر میں آگئے۔

صفدر۔ [اطمینان سے] حضور والا میں جانتا ہوں۔ کہ آپ

شہزادی کو تندرست کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی بیماری سے
آپ کو بہت پریشانی ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے۔ تو میری
باتوں پر عمل کرنے میں ہرج کیا ہے۔ اگر میں کامیاب
ہو گیا۔ تو شہزادی شکیلہ میری ہو گی۔ اور میرا شمار دُنیا
کے سب سے زیادہ خوش قسمت انسانوں میں ہو گا۔
اور آپ کو بھی ایک فرماں بردار اور نیک جانشین مل جائے گا۔

ملکہ۔ ٹھیک ہے۔

صفدر۔ اور اگر مجھے ناکامی ہوئی۔ تو حضور والا کے اختیار
میں ہے۔ کہ جو سزا چاہیں۔ مجھے دیں!

بادشاہ۔ اور اگر تم ناکام ہوئے۔ تو یاد رکھو! زندہ گڑوا
دوں گا۔ زندہ! سمجھے؟

صفدر۔ جیسی حضور کی مرضی۔ شہزادی اب تک نہیں پہنچی؟

بادشاہ۔ میں نے شہزادی کو یہاں لانے کا حکم دے دیا ہے۔
لیکن اگر وہ جاگ اُٹھی۔ تو میں سب کو پھانسی دے
دُوں گا۔

صفدر - دیکھئے حضور والا شہزادی کو لایا جا رہا ہے۔ وہ سامنے گلاب کا پودا ہے۔ [اشارہ کرتے ہوئے] میں جا کر ایک پھول توڑ کر لاتا ہوں ۔

بادشاہ - اس کے ساتھ دو آدمی جاؤ۔ اور اگر یہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو فوراً اُسے زنجیروں میں جکڑ لو ۔

[صفدر اور دو درباری جاتے ہیں۔ چار ملازم شہزادی کا پلنگ اُٹھائے آتے ہیں۔ اور آہستہ سے اسٹیج کے بیچ میں رکھ دیتے ہیں۔ صفدر پھول لے کر واپس آتا ہے۔ اور آہستہ سے پلنگ کی طرف بڑھ کر شہزادی کی آنکھوں پر پھول مل دیتا ہے۔ اور وہ اُٹھ بیٹھتی ہے]

شہزادی - [آنکھیں مل کر] میں کہاں ہوں ؟ [بادشاہ اور ملکہ کو مُڑ کر دیکھتی ہے] ابّا جان - امّی جان - میں یہاں باغ میں کیوں سو گئی تھی ؟

درباری - شہزادی شکیلہ زندہ باد!

[بادشاہ پلنگ کے ایک طرف اور ملکہ دوسری طرف جا کر

شہزادی کا ایک ایک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ صفدر پائنتی کی طرف کھڑا ہے۔ شہزادی مُسکرا رہی ہے۔ باہر فوجی باجہ بجنے لگتا ہے]

شہزادی۔ آخر یہ سارا شور دغل کیوں ہے؟ اور یہ نوجوان کون ہے۔ کوئی شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔

بادشاہ۔ شہزادہ تو نہیں۔ لیکن بن جائے گا۔ اور تمہاری شادی بھی اس سے ہوگی۔ ادھر آؤ نواب صفدر الملک صفدر جنگ بہادر۔ میں تمہیں کامیابی پر مُبارک باد دیتا ہوں۔ [درباریوں سے] جاؤ کچھ لوگ محل میں۔ اور شادی کی تیاری کرو۔ اور کچھ شہر میں منادی کر دو۔ ایک ہفتے کے بعد نواب صفدر جنگ بہادر اور شہزادی شکیلہ کی شادی ہو جائے گی۔

پردہ

Taj Tahir Foundation

گانے کا شوقین شہزادہ

دو مناظر میں ایک کھیل

Taj Tahir Foundation

کھیل میں کام کرنے والے

بادشاہ

ملکہ

شہزادہ

شہزادی میرا

بیرو ایک ملازم

شیرا چپراسی

باورچن

ملازم ۔ خادمائیں ۔ مالی وغیرہ

Taj Tahir Foundation

پہلا منظر

[بادشاہ کے محل میں ایک کمرہ۔ صبح کا وقت ہے۔ کمرے کے بیچ میں انگیٹھی رکھی ہے۔ بادشاہ اور ملکہ اس کے دونوں طرف بیٹھے ہیں۔ بادشاہ اخبار پڑھ رہا ہے۔ اور ملکہ کچھ سینے پرونے میں مصروف ہے۔ دونوں نے عینکیں لگا رکھی ہیں۔ بادشاہ بہت موٹا ہے اور ملکہ دُبلی پتلی]

بادشاہ ۔ [اخبار کو زمین پر پٹک کر] بدنامی۔ بدنامی۔ ذلّت۔ رسوائی! واہیات!

ملکہ ۔ کیا ہوا۔ اس قدر غصّہ۔ بدنامی۔ کیسے۔ کیا مطلب؟

بادشاہ ۔ [اخبار اُٹھاتے ہوئے] یہ۔ دیکھو۔ دیکھو اس اخبار کو۔

ملکہ ۔ [سینے پرونے کا سامان الگ رکھتے ہوئے] میں یہاں بیٹھی بیٹھی اخبار کیسے دیکھ سکتی ہوں۔ اُٹھ کر مجھے دیجئے اخبار

[بادشاہ اُٹھ کر ملکہ کے پاس جاتا ہے]

بادشاہ - یہ دیکھو - شہزادے کے متعلق کیا فضول باتیں اخبار میں چھپی ہیں - اس احمق لڑکے کو گانے کا شوق برباد کر کے رہے گا - کاش یہ تمہارا بیٹا ہی نہ ہوتا ۔

ملکہ - [عینک ٹھیک طرح لگا کر اور اخبار لے کر] کوئی بری بات ہو تو شہزادہ میرا بیٹا بن جاتا ہے - نہ ہو تو آپ کا بیٹا - خیر مجھے پڑھنے دیجئے - [بلند آواز سے پڑھتی ہے]

"ہمیں شاہی باورچن کی زبانی معلوم ہوا ہے - کہ ہمارے شہزادہ صاحب بہادر اُس لڑکی سے شادی کریں گے - جو نہایت عمدہ گانا جانتی ہوگی تاکہ وہ گا کر انہیں خوش رکھ سکے - اس وقت وہ "شادی کے مقابلہ" کے لئے مختلف گیت لکھنے میں مصروف ہیں - شادی کا مقابلہ آج دوپہر کو ہوگا - اس میں جس کو بھی کامیابی ہوگی - چاہے وہ کوئی شہزادی ہو یا معمولی لڑکی - شہزادہ صاحب اُس

سے شادی کرلیں گے۔ حضرت بادشاہ سلامت
اس بات پر بہت ناراض ہیں۔ مگر ملکہ معظمہ کو
اس کا ذرا بھی رنج نہیں"۔

بادشاہ۔ [غصے میں ٹہل رہا ہے] نالائق۔ نافرمان۔ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑے گا۔

ملکہ۔ اخبار والوں نے کوئی خاص بری بات تو لکھی نہیں۔

بادشاہ۔ [اس کے ہاتھ سے اخبار چھینتے ہوئے] واہیات۔ اس باورچن کو فوراً برخاست کردو۔ محل کی باتیں غیروں کو جاکر بتاتی ہے۔ [کرسی پر بیٹھ جاتا ہے]

ملکہ۔ باورچن تو بہت اچھی ہے۔ مگر آپ کی خوشی ہے۔ تو اسے فوراً برخاست کردینا چاہئے۔ اس کی بجائے کوئی خراب سی باورچن مل جائے۔ تو یہ فائدہ بھی ہوگا۔ کہ آپ اور موٹے نہ ہوسکیں گے۔ اس کے پکائے ہوئے لذیذ کھانے کھا کھا کر آپ بہت پیٹو ہوگئے ہیں۔ [کھڑی ہوکر سینے پرونے کا سامان تہہ کرتی ہے] جب سے یہ باورچن آئی

ہے۔ آپ کے قمیص میں دُگنا کپڑا خرچ ہونا شروع ہو گیا ہے

بادشاہ۔ کون کہتا ہے۔ میں موٹا ہوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بادشاہ کبھی موٹا ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ میرا جسم البتہ پہلوانوں کا سا ضرور ہے ؛

ملکہ۔ میں ابھی باورچن کو بُلاتی ہوں۔ [تالی بجاتی ہے] بیرو۔ بیرو!

بادشاہ۔ ہاں بیرو سے کہو۔ کہ اُسے فوراً بلا کر لائے۔ میں چاہتا ہوں۔ آج سالن میں گرم مصالحہ بھی ذرا زیادہ ہو۔ [تالی بجاتا ہے] بیرو۔ بیرو!

ملکہ۔ لیکن اگر باورچن کو نکال دیا۔ تو سالن میں گرم مصالحہ آپ کو خود ڈالنا ہو گا ؛

بادشاہ۔ پھر اُسے کیوں نکالتی ہو۔ [اخبار پڑھنے لگتا ہے]

ملکہ۔ [بیٹھ جاتی ہے] ممکن ہے۔ وُہ خود ہی کہہ دے۔ کہ اب وُہ نوکری نہیں کر سکتی۔ باورچنوں کا اعتبار ہی کیا ؛

[بیرو آتا ہے]

بیرو۔ حضرت سلامت نے کیا مجھے یاد فرمایا ہے ؟

ملکہ۔ بیرو باورچن کو فوراً یہاں بلا لاؤ ؎

بیرو۔ وُہ نہیں آسکتی ملکہ مُعظّمہ۔ وہ "شادی کے مقابلہ" کے لئے گانے کی مشق کر رہی ہے ؎

بادشاہ۔ [چونک کر اخبار پر سے نظر اُٹھاتا ہے] ایں۔ کیا وُہ بھی گانا جانتی ہے ؟

بیرو۔ جی حضور وُہ گا بھی سکتی ہے ؎

ملکہ۔ اچھا پھر شہزادے سے کہو۔ کہ یہاں آئے ؎

بیرو۔ ملکہ مُعظّمہ شہزادہ صاحب بھی تشریف نہیں لا سکتے۔ وہ شاہی ملازموں کو ایک نئے گانے کی مشق کرا رہے ہیں۔ وُہ گانا اُنہوں نے رات ہی لکھا ہے ؎

بادشاہ۔ [گرج کر] شہزادہ سے جا کر کہو۔ کہ فوراً یہاں آئے۔ اور باورچن بھی۔ دوسرے ملازم بھی آئیں۔ فوراً۔ فوراً سے پہلے سنتے ہو۔ فوراً ؎

بیرو۔ [کانپتے ہوئے] جی . . . جی . . . حضور۔ [بھاگ جاتا ہے]

Taj Tahir Foundation

ملکہ سینے پرونے کا سامان پھر کھول لیتی ہے]

بادشاہ۔ کیا مجھے کبھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہو گا۔ کیا میری اطاعت کبھی نہ کی جائے گی؟

ملکہ۔ اس قدر غصّہ کی کیا بات ہے۔ مگر اس میں آپ کا بھی کوئی قصور نہیں۔ سارا قصور بدہضمی کا ہے۔ آپ بدہضمی کی گولیاں باقاعدہ کھایا کیجیے۔

بادشاہ۔ گولیاں؟ واہیات۔ میں گولیاں کھا کر کیا کروں گا۔ مجھے صرف آرام کی ضرورت ہے۔ آرام کی۔

ملکہ۔ آرام بھی مل جائے گا۔ آرام کرنے سے آپ کو روکتا کون ہے... مگر دیکھیئے سب لوگ آ رہے ہیں۔ گاتے ہوئے۔ آگے آگے شہزادہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔

بادشاہ۔ میں اس چھڑی سے اس کی خبر لینا۔ اگر وہ چند سال ——

[شہزادہ اور شاہی ملازمین گاتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ سب ملازموں کی تعداد جتنی بھی زیادہ ہو اتنا ہی اچھا ہے]

Taj Tahir Foundation

سے آگے شہزادہ ہے۔ پھر بادرچن اور شیرا چپراسی۔ ان کے پیچھے دوسرے ملازم۔ وُہ کمرہ میں آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر بدستور گاتے رہتے ہیں۔ شہزادہ ایک بند پڑھتا ہے۔ جس کے آخری دو مصرعے سب دہراتے ہیں۔ ان کے بازوؤں پر سُرخ رنگ کا کپڑا لگا ہے۔ جس پر لکھا ہے "شاہی گویے"۔

اک لڑکے کی پرنانی سر ہلتا۔ ختم جوانی
کہتی ہے دیکھ کے پانی اُف برکھا رُت دیوانی
جس سے ہے مجھے حیرانی
اک لڑکے کی پرنانی

کیا آج کی رات ہے کالی اُس پر یہ گھٹا متوالی
اس گھر کی ہوں رکھوالی کرنی ہے مجھے دربانی
اس بات کی ہے حیرانی
اک لڑکے کی پرنانی

لگ جائے کہیں جو ٹپکا کب ہوگا میرے بس کا

Taj Tahir Foundation

ہے شیر بھی اس سے ڈرتا　　بھر جائے گا گھر میں پانی
اس کی ہے مجھے حیرانی
اک لڑکے کی پرنانی

شہزادہ ۔ [آخری بند ختم ہونے پر] ٹھیک ۔ بالکل ٹھیک ۔ [بادشاہ اور ملکہ کی طرف مخاطب ہو کر] فرمائیے ۔ کیا ارشاد ہے ۔ یہ گانا میں نے پچھلی رات ہی لکھا ہے ۔

ملکہ ۔ بہت خوب ہے ۔

بادشاہ ۔ [اپنے کان پکڑ کر] خدا بچائے ۔ کانوں کے پردے پھٹ گئے ۔ شیرا کی آواز ہے ۔ جیسے پھٹا ہوا ڈھول ۔

شیرا ۔ میں نوکری نہیں کرنا چاہتا ۔ میرا حساب کر دیجئے ۔

ملکہ ۔ وہ کیوں ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے شیرا ؟ تم چلے گئے ! اور کوئی ملاقاتی آ گیا ۔ تو دروازہ کون کھولے گا ؟

شیرا ۔ ملکہ معظمہ میں ایسے گھر میں نہیں ٹھہر سکتا ۔ جہاں میری آواز کی قدر نہ کی جائے ۔

ملکہ ۔ احمق نہ بنو ۔ تمہاری آواز بہت اچھی ہے ۔ جیسے کوئل

Taj Tahir Foundation

کی آواز ہو۔ بادشاہ سلامت کی بات کا بُرا نہ مانو۔ انہیں بدہضمی کی شکایت ہے ؂

باورچن۔ مگر حضور میرا حساب ضرور کر دیجے۔ میں فوراً ملازمت سے الگ ہو جانا چاہتی ہوں ؂

بادشاہ۔ [اپنی عینک اتار کر] تم؟ کیا بات ہے۔ کیوں؟

باورچن۔ ملکہ معظّمہ کا خیال ہے۔ میرے پکائے ہوئے کھانوں سے آپ کو بدہضمی کی شکایت ہو گئی ہے۔ حضورِ والا میں ایسی جگہ ہرگز نوکری نہ کروں گی۔ جہاں میرے کھانوں کی تعریف نہ کی جائے ؂

شہزادہ۔ باورچن تم نہیں جا سکتیں۔ تمہیں تو سب کے ساتھ مل کر گانا ہے۔ تمہاری آواز بہت اچھّی ہے ؂

باورچن۔ اگر آپ کو میری آواز پسند ہے۔ تو مجبوری ہے۔ نہ جاؤں گی ؂

ملکہ۔ اچھّا اب تم سب جاؤ اور اپنا کام کرو۔ [مالی سے] جاؤ اور گملے ٹھیک کر کے رکھو ؂

Taj Tahir Foundation

مالی۔ بہت خوب ملکہ معظّمہ۔ [ہر تین قدم پر آداب بجالاتا ہے۔
اور چلا جاتا ہے]

ملکہ۔ شیرا جاؤ اور دیکھو۔ کہ بھنگی نے کمرے اچھی طرح سے
صاف کئے ہیں یا نہیں۔

شیرا۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ [ہر تین قدم پر آداب بجالا کر
باہر چلا جاتا ہے]

ملکہ۔ باورچن جاؤ اور بادشاہ سلامت کے لئے ہاضمہ کی گولیاں
بھیج دو۔

بادشاہ۔ ہاضمہ کی گولیاں؟ ہرگز نہیں۔ میں گولیاں ہرگز
نہ کھاؤں گا۔ لوگ سمجھیں گے۔ میں بیمار ہوں۔

ملکہ۔ ضرور کھانی پڑیں گی۔ بہت اچھی ہیں وُہ۔ جاؤ جلدی
بھیج دو۔

باورچن۔ بہت خوب۔ ملکہ معظّمہ۔

ملکہ۔ لیکن دیکھنا کہیں کام بھول کر گانا شروع نہ کردینا۔

باورچن۔ [جاتے جاتے رُک کر] کوشش کروں گی۔ کہ نہ

Taj Tahir Foundation

گاؤں ملکہ معظّمہ۔ [چلی جاتی ہے]

ملکہ۔ بیرو۔ جاؤ۔ اور بادشاہ سلامت کے بوٹوں پر پالش کر دو۔

بیرو۔ بہت خوب۔ مگر بوٹوں کے تلے بالکل گھس گئے ہیں۔ بالکل۔

ملکہ۔ موچی کو بُلا کر نئے تلے لگوا لو۔

بیرو۔ بہت اچھا ملکہ معظّمہ [چلا جاتا ہے]

ملکہ۔ [باقیوں سے] تم سب جا کر اپنا اپنا کام کرو۔ مگر دیکھو ایک گھنٹہ تک کسی کے گانے کی آواز نہ آئے۔

سب۔ جی ہاں ملکہ معظّمہ۔ جی نہیں ملکہ معظّمہ [سب قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں]

بادشاہ۔ دفع کرو ان سب کو۔ دور کرو۔ خدا بچائے ان کے گانے سے۔ میں تو پاگل ہُوا جاتا ہوں۔

شہزادہ۔ مگر میں چاہتا ———

ملکہ۔ ذرا ٹھہرو۔ اس اسٹول پر بیٹھ جاؤ۔ اور میری بات سنو۔

[شہزادہ گاتا ہوا بیٹھ جاتا ہے]

Taj Tahir Foundation

ملکہ - خاموش رہو - میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں ؎

شہزادہ - بہت اچھّا امّی جان - [ادب سے بیٹھ جاتا ہے]

ملکہ - تمہیں معلوم ہے - شہزادی میرا آج یہاں آ رہی ہے - معلوم ہے نا؟

شہزادہ - اچھّا؟ آ رہی ہے - کیوں؟

بادشاہ - [اخبار نیچا کر کے] تمہیں دیکھنے کے لئے - اور کیوں؟ احمق کہیں کا - [اخبار پھر اونچا کر لیتا ہے]

شہزادہ - کیا وُہ گانا جانتی ہے؟

ملکہ - کہہ نہیں سکتی - میرے خیال میں تو اس کے خاندان میں کسی کو گانے کا شوق نہیں ؎

شہزادہ - تو پھر مجھے دیکھنے کیوں آ رہی ہے - میں کسی ایسی لڑکی سے شادی نہ کروں گا - جو گانا نہ جانتی ہو ؎

ملکہ - تمہاری یہ شرط نا معقول ہے - اچھّا گانے کی وجہ سے نہ تمہیں عمدہ کھانا مل سکتا ہے - اور نہ تمہاری قمیص میں بٹن لگ سکتے ہیں ؎

Taj Tahir Foundation

شہزادہ ۔ یہ تو آپ نے ٹھیک کہا ۔ لیکن کیا وہ قمیص میں بٹن
لگا سکتی ہے ؟

ملکہ ۔ گھر کے کام دھندوں میں وُہ بڑی ہوشیار ہے ۔ اور خوب
صورت بھی ہے ۔

بادشاہ ۔ [اخبار نیچا کر کے] اور یہی باتیں ہیں ۔ جو ایک اچھی
بیوی میں ہونی ضروری ہیں ۔

ملکہ ۔ جیسی مجھ میں ہیں ۔

بادشاہ ۔ تم میں ؟ ہونہہ [پھر اخبار اُونچا کر لیتا ہے]

شہزادہ ۔ اُسے شادی کے مقابلے میں حصّہ لینا ہوگا ۔ اس کے
بغیر چارہ نہیں ۔ سب حصّہ لینے کے لئے آ رہی ہیں ۔ باورچن
بہشتن ۔ سب خادمائیں وغیرہ ۔

بادشاہ ۔ [اخبار پھینک کر] میں یہ بکواس نہیں سُن سکتا ۔
ہرگز نہیں سن سکتا ۔ باورچن یا کوئی اور خادمہ شہزادہ کی
بیوی ؟ میرے لڑکے کی بیوی ؟ فضول ۔ بکواس ۔

ملکہ ۔ آپ بالکل ٹھیک فرماتے ہیں ۔ یہ دونوں موٹی بھی

Taj Tahir Foundation

ہیں۔ اور ہمارے خاندان میں پہلے ہی ایک موٹا شخص موجود ہے ؂

بادشاہ۔ [چلاکر] میں موٹا نہیں ہوں ؂

شہزادہ۔ ابّا جان گستاخی معاف۔ موٹے تو آپ ہیں۔ [بیرو داخل ہوتا ہے] کیا ہے بیرو۔ کوئی نئی بات؟

بیرو۔ سرکار باہر شہزادی میرا کا پیغامبر کھڑا ہے۔ وہ یہ پیغام لایا ہے۔ کہ شہزادی صاحبہ ایک بجے سے پہلے مقابلہ میں نہ آسکیں گی ؂

شہزادہ۔ کیوں؟

بیرو۔ ان کو ایک ضروری کام درپیش ہے۔ بہت ضروری ؂

شہزادہ۔ لیکن اس وقت تک تو مقابلہ ختم ہو چکا ہو گا ؂

بیرو۔ پیغامبر یہ بھی کہتا ہے۔ کہ شہزادی صاحبہ کو مقابلہ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ وُہ ایک بجے سے پہلے کسی طرح تشریف نہیں لاسکتیں۔ آپ کو انتظار کرنا پڑے گا ؂

شہزادہ۔ اُس سے جاکر کہہ دو۔ کہ میں انتظار نہیں کرسکتا

Taj Tahir Foundation

ملکہ۔ ایسا پیغام بھیجنا بُری بات ہے۔ بیٹے ٭

شہزادہ۔ اگر وُہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ تو اُس کے لئے ٹھیک وقت پر آنا ضروری ہے ٭

بادشاہ۔ میں نے ایسی بکواس عمر بھر کبھی نہیں سنی تھی۔ بیرو جاکر پیغامبر سے کہہ دو۔ کہ شہزادی کو زیادہ سے زیادہ بارہ بجے یہاں ضرور پہنچ جانا چاہئے۔ بارہ بجے۔ سمجھے۔ جاؤ ٭

بیرو۔ بہت خوب حضور والا ٭

[بیرو باہر جاتا ہے۔ اور اس وقت چپراسی اندر آتا ہے۔ دونوں کی ٹکر لگتی ہے]

شیرا۔ دیکھ کر چلو بیرو ٭

بیرو۔ معاف کرنا بھائی شیرا ٭

بادشاہ۔ کیا بات ہے شیرا؟

شیرا۔ حضور والا۔ باورچن کہتی ہے۔ کہ قصاب نے ابھی تک گوشت نہیں بھیجا۔ اس لئے سالن تیار نہیں

Taj Tahir Foundation

ہو سکا۔ اس کے علاوہ چونکہ وُہ گانے میں مصروف رہی اس لئے آلوؤں کے کباب جل گئے ہیں۔ اب کھانے پر صرف ماش کی دال ہو گی۔

ملکہ۔ ماش کی دال؟

شہزادہ۔ ماش کی دال؟ شیرا ذرا میری چھڑی اُٹھا دینا؟

بادشاہ۔ [غصّے سے] ماش کی دال۔ ماش —!

پردہ گرتا ہے

Taj Tahir Foundation

دُوسرا منظر

[محل کا ایک دوسرا کمرہ۔ بادشاہ اور ملکہ اسٹیج کے ایک کونہ میں تخت پر بیٹھے ہیں۔ دوسرے کونہ میں مقابلہ میں حصہ لینے والیاں بیٹھی ہیں۔ تخت کے ایک طرف شہزادہ اور اس کے پاس اسٹول پر شیرا بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے ایک ڈسک ہے۔ جس پر بڑا سا رجسٹر اور قلم دوات رکھی ہے۔ پردہ اُٹھنے پر باورچن گاتی نظر آتی ہے]

باورچن۔ [گاتی ہے]

پیر ہے اک اور باقی پر ہیں۔ اس کے احساں سب کے سر ہیں
دھوپا ور مینہ میں کیا جوہر ہیں۔ نغمے پھول بنے کھل کر ہیں

غنچے پھول بنے کِھل کر ہیں۔

اِک کوٹھے پر گول توا ۔ زور سے ناچے مثل ہوا۔
اس پر بیٹھے جو چڑیا ۔ گانا بجانا اس کو روا۔
چُپ ہو اگر تو کان اینٹھو ۔ ہے یہی اس کے دُکھ کی دوا
اک کوٹھے پر گول توا۔

[آخری مصرعہ سب گاتے ہیں ۔ جب باورچن گانا ختم کر لیتی ہے ۔ تو زور زور سے تالیاں بجتی ہیں]

سب ۔ واہ واہ ! واہ واہ !

باورچن ۔ کیا میں جیت گئی ؟

شہزادہ ۔ ابھی کیا معلوم ۔ ابھی دو تین اَور باقی ہیں ؟

بادشاہ ۔ گیت بُرا نہیں ۔ مگر جتنا اچھا کھانا پکاتی ہو ۔ اتنا اچھا گاتی نہیں ؟

باورچن ۔ میں ملازمت سے الگ ہونا چاہتی ہوں ۔ میرا حساب کر دیجئے ؟

ملکہ ۔ پھر وہی حساب ۔ بادشاہ سلامت جو کچھ کہیں ۔ اُسے

Taj Tahir Foundation

ایک کان سُن اور دوسرے کان سے نکال دے۔ ان کو اب تک بدہضمی کی شکایت ہے۔ اُنہوں نے ہاضمہ کی گولیاں کھڑکی سے باہر پھینک دی تھیں ؞

باورچن۔ یہ بات ہے۔ تو پھر میں ایک منٹ کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہر سکتی ؞

ملکہ۔ نہیں نہیں۔ یہ نہ کہو۔ بادشاہ سلامت آج رات کو گولیاں ضرور کھالیں گے ؞

شہزادہ۔ بیٹھ جاؤ اور فیصلہ کا انتظار کرو بیرو کیا ابھی تک شہزادی میرا نہیں آئی۔ ایک تو کب کا بج چکا ؞

بیرو۔ میں ابھی جاکر دیکھتا ہوں سرکار [باہر جاتا ہے]

شہزادہ۔ اچھّا شیرا لکھو ؞

شیرا۔ جی جناب ؞

شہزادہ۔ لکھو ؞

نام ——— سکھیا

کام ——— شاہی باورچن

Taj Tahir Foundation

آواز ـــــــ اچھی مگر ذرا بھاری

باورچن۔ اگر آواز بھاری ہے۔ تو کیا ہے۔ میں پلاؤ تو اچھا پکاتی ہوں۔ میں ـــــــ

ملکہ۔ چپ رہو۔ ہم سب جانتے ہیں۔ تم پلاؤ بہت عُمدہ پکاتی ہو

[بیرو اندر آتا ہے] کیوں بیرو کیا شہزادی آگئی!

بیرو۔ جی نہیں۔ ابھی تشریف نہیں لائیں ؛

شہزادہ۔ نہیں آئی تو نہ سہی۔ ابھی مقابلے میں حِصّہ لینے والی ایک دو باقی ہیں ؛

بادشاہ۔ یہ مقابلہ کب تک جاری رہے گا۔ مجھے بڑی بھُوک لگی ہے ؛

ملکہ۔ مگر آپ کو یاد نہیں رہا۔ کھانے پر صرف ماش کی دال ہے

[بادشاہ آہ بھر کر رومال سے اپنا سر اور چہرہ ڈھانک لیتا ہے]

بیرو۔ سرکار شہزادی صاحبہ تو ابھی تشریف نہیں لائیں۔ مگر باہر ایک لڑکی کھڑی ہے۔ کہتی ہے۔ میں بھی مقابلہ میں حصّہ لوں گی ؛

شہزادہ ۔ کیسی ہے وُہ ؟

بیرو ۔ بہت میلی کچیلی ۔ میرا خیال ہے ۔ جب تک وُہ کپڑے نہ بدلے ۔ اُسے یہاں نہ آنے دیا جائے ۔

شہزادہ ۔ ہم اتنا انتظار نہیں کر سکتے ۔ اُسے یوں ہی لے آؤ ۔ [بیرو باہر جاتا ہے]

ملکہ ۔ معلوم نہیں کون ہے ۔ میرا خیال ہے ۔ اس کی آواز اتنی بُری تو نہ ہوگی ۔ جتنی ان سب کی تھی ۔

سب ۔ ملکہ معُظّمہ ہم نے تو اپنی طرف سے پورا زور لگایا تھا ۔ [اپنے رومالوں سے آنسو پونچھتی ہیں]

بیرو ۔ [دروازے کے پاس آکر] میلی کچیلی لڑکی آگئی سرکار ۔

[میلی کچیلی لڑکی اندر آتی ہے ۔ اس کے سر پر بڑے بڑے بال اور بدن پر پھٹے پُرانے کپڑے ہیں ۔ اصل میں یہ شہزادی میرا ہے ۔ جس نے بھیس بدل رکھا ہے ۔ ان کپڑوں کے نیچے بڑے خُوب صُورت صاف سُتھرے کپڑے ہیں ۔ بیرو باہر چلا جاتا ہے]

Taj Tahir Foundation

شہزادہ۔ تم کون ہو؟

شہزادی۔ میں کوئی نہیں۔

شہزادہ۔ کیا تم کوئی کام کرتی ہو؟

شہزادی۔ نہیں میں کوئی کام نہیں کرتی۔

ملکہ۔ تم کوئی کام نہیں کرتیں جبھی تمہارے کپڑے بہت میلے ہیں۔

شہزادہ۔ کیا تم گا سکتی ہو؟

شہزادی۔ معلوم نہیں۔ کبھی کوشش نہیں کی۔

شہزادہ۔ تمہارے پاس ہارمونیم ہے؟

شہزادی۔ ہارمونیم۔ نہیں۔ میرے بھائی کے پاس منہ سے بجانے کا باجہ ہے۔

شہزادہ۔ مُنہ سے بجانے کا باجہ؟

[مقابلہ میں حصّہ لینے والیاں اپنے رومال ہٹا کر اس کی طرف تعجب سے دیکھتی ہیں]

بادشاہ۔ [اپنے چہرے سے رومال ہٹاتے ہوئے] کپڑے

Taj Tahir Foundation

میلے ہیں۔ لیکن بدصورت ہرگز نہیں ⁂

ملکہ۔ براہِ کرم خاموش رہئے اور سو جائیے ⁂

شہزادہ۔ اگر تم گا نہیں سکتیں۔ تو یہاں آئیں کیوں ؟

شہزادی۔ قسمت آزمائی کرنے ⁂

ملکہ۔ بیٹے اسے موقعہ دو۔ کوئی ہرج نہیں۔ جب تک شہزادی میرا نہیں آتی ہمیں انتظار تو کرنا ہی ہے ⁂

شہزادہ۔ شیرا لکھو ⁂

نام ——— نامعلوم

کام ——— کچھ نہیں

آواز ———

جگہ چھوڑ دو۔ ابھی لکھواؤں گا۔ [لڑکی سے] اچھا یہاں آؤ۔ اور گاؤ ⁂

شہزادی۔ بہت اچھا۔ [گاتی ہے]

میں کچھ بھی نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ۔ ہاں کچھ بھی نہیں ہاں کچھ بھی نہیں

مفلس ہوں میں نادار ہوں میں۔

Taj Tahir Foundation

مجبور ہوں میں لاچار ہوں میں۔
اور اپنے ہی پر بار ہوں میں۔

میں کچھ بھی . . . .

بادشاہ ۔ وہی مصیبت ۔ بس ۔

ملکہ ۔ بادشاہ سلامت ۔ ذرا خاموش رہیئے ۔

شہزادہ ۔ ابّا جان بیچ میں نہ بولئے ۔ [شہزادی سے] بس یا اَوَر ؟

شہزادی ۔ اَوَر سنئے ۔ [گاتی ہے]

میں کچھ بھی نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ۔ ہاں کچھ بھی نہیں ہاں کچھ بھی نہیں ۔ یا

ہاں کچھ بھی نہیں ہے نام مرا ۔
اور کچھ بھی نہیں ہے کام مرا ۔
سب سُن لیں یہ پیغام مرا ۔

میں کچھ . . . .

ملکہ ۔ بے چاری غریب لڑکی ۔ بڑی مغموم اور رنجیدہ معلوم ہوتی ہے ۔

Taj Tahir Foundation

[بادشاہ خرّاٹے لینا شروع کر دیتا ہے]

شہزادہ۔ ابّا جان خراٹے لینے لگے۔ امّی جان انہیں جگائیے۔

ملکہ۔ [بادشاہ کو ہلا کر] اُٹھیے۔ آپ کے خراٹوں کی آواز بڑی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔

بادشاہ۔ بالکل ایسی ہی ناگوار جیسے اس لڑکی کی آواز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔

باورچن۔ ماش کی دال کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔

[بادشاہ اپنے مُنہ پر پھر رومال ڈال لیتا ہے]

شہزادہ۔ ہاں آگے؟

شہزادی۔

میں کچھ بھی نہیں میں کچھ بھی نہیں۔ ہاں کچھ بھی نہیں ہاں کچھ بھی نہیں

مفلس ہوں میں نادار ہوں میں۔

مجبور ہوں میں لاچار ہوں میں۔

اور اپنے ہی پر بار ہوں میں۔

میں . . . .

Taj Tahir Foundation

شہزادہ۔ پھر وہی پہلا بند؟
شہزادی۔ جی۔ مجھے اَوْر کچھ یاد نہیں۔ [رونے لگتی ہے]
ملکہ۔ [تخت سے نیچے اُتر کر] رو نہیں۔ بہت اچھّا گیت ہے
تمہارا۔ شاباش ؞
شہزادہ۔ بہت اچھّا۔ قریب آؤ تمہارے آنسو پونچھوں۔
[اپنے رومال سے آنسو پونچھتا ہے] اب بالکل ٹھیک ہے۔
[ملکہ تخت پر بیٹھ جاتی ہے۔ اور شہزادہ شیرا چپراسی سے مخاطب
ہوتا ہے] شیرا۔ آواز کی جگہ جو خالی خانہ ہے نا وہاں لکھو۔
آوازہ بہت عمدہ ؞
باورچن۔ اسے مقوی غذا کی ضرورت ہے۔ یہ ایسی پتلی ہے۔
جیسے تنکا ؞
شہزادہ۔ لڑکی۔ تم جیت گئیں۔ تمہیں فتح حاصل ہوئی ہے؞
سب۔ [تالیاں بجا کر] کیا ہم اب جا سکتی ہیں؟
شہزادہ۔ ہاں تم سب جا سکتی ہو۔ تم بھی شیرا ؞
[باورچن کے سوا باقی تمام گانے والیاں باہر چلی جاتی ہیں]

ملکہ ۔ لڑکی تمہاری آواز تو بہت اچھی ہے۔ مگر گانے کے علاوہ تم کچھ اَور بھی جانتی ہو؟

شہزادی ۔ میں کھانا پکا سکتی ہوں ۔

بادشاہ ۔ [چہرے سے رومال ہٹا کر] یہ پہلی خبر ہے۔ جسے سُن کر میرا دل خوش ہُوا۔ بے حد خوش۔ کھانا پکا سکتی ہے۔ واہ واہ۔ بھلا کیا کیا کھانا؟

شہزادہ ۔ تمہاری شادی اب میرے ساتھ ہوگی۔ میں تمہیں اس وقت کھانے پر ضرور مدعو کرتا۔ مگر کیا کروں ماش کی دال کے سوا اور کچھ پکا نہیں ۔

بادشاہ ۔ ماش کی دال۔ اُونہہ ۔

شہزادی ۔ اور کچھ کیوں نہ ہوتا۔ میں نے جو بہت سے کھانے پکا رکھے ہیں۔ اِدھر مقابلہ ہو رہا تھا۔ اُدھر میں کھانے پکا رہی تھی ۔

بادشاہ ۔ [اچھل کر] کھانے۔ کہاں؟

شہزادی ۔ باورچی خانہ میں ۔

Taj Tahir Foundation

باورچن۔ میرے باورچی خانہ میں؟ میں ملازمت سے الگ ہونا چاہتی ہوں۔ میرا حساب کر دیجئے ۔

ملکہ۔ کر لو اپنا حساب شوق سے اب ہمیں تمہاری کوئی پروا نہیں ۔

بادشاہ۔ تو۔ کیا کیا پکایا ہے تم نے ؟

شہزادی۔ پلاؤ۔ کوفتے۔ کباب۔ انڈے اور فیرینی ۔

بادشاہ۔ آؤ۔ جلدی آؤ۔ چلو چل کر کھانا کھائیں۔ [ملکہ کا بازو پکڑ لیتا ہے] باورچن جاؤ اور دستران۔ بچھاؤ ۔

باورچن۔ میں کام نہیں کرنا چاہتی ۔

شہزادی۔ کیوں نہیں کرنا چاہتی۔ جاؤ اور دسترخوان ۔ بچھاؤ۔ اگر تم کام نہ کرو گی۔ تو جیسی کھڑی ہو۔ یوں ہی بھوکی نکال دی جاؤ گی۔ کام کرو گی۔ تو تمہیں بہت اچھا کھانا ملے گا ۔

باورچن۔ پھر تو میں دسترخوان۔ بچھا دوں گی ۔

ملکہ۔ تو جلدی کرو ۔

Taj Tahir Foundation

باورچن۔ بہت خوب ملکہ معظمہ ⁘

[باورچن باہر جاتی ہے۔ اور بیرو اندر آتا ہے]

شہزادہ۔ کیا ہے بیرو؟

بیرو۔ سرکار۔ شہزادی میرا کے والد اور والدہ یعنی بادشاہ
اور ملکہ تشریف لائے ہیں ⁘

بادشاہ۔ کیا کام ہے انہیں؟

ملکہ۔ [شہزادی سے] اتنا کھانا ہوگا۔ کہ ان دونوں کو بھی
دسترخوان پر بٹھا لیا جائے۔ اگر نہیں ہے۔ تو میں کھلوا
بھیجتی ہوں۔ کہ ہم محل میں نہیں ہیں۔ کہیں باہر
گئے ہیں ⁘

شہزادی۔ بہت کافی کھانا ہے ⁘

بیرو۔ سرکار وہ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا شہزادی میرا یہاں
تو نہیں آئیں۔ صبح سے ان کا کہیں پتہ نہیں ⁘

بادشاہ۔ یہاں نہیں ہے ⁘

شہزادی۔ جی نہیں۔ وہ یہیں ہے ⁘

Taj Tahir Foundation

شہزادہ۔ کہاں؟ میں نے تو اُسے کہیں نہیں دیکھا۔

شہزادی۔ آپ نے دیکھا ہے۔ اور وہ یہیں ہے۔

ملکہ۔ کیا تمہارا مطلب یہ تو نہیں۔ کہ تم ———

شہزادی۔ جی ہاں۔ دیکھئے۔

[اپنا اُوپر کا لباس اُتار پھینکتی ہے۔ نیچے سے بڑے عُمدہ کپڑے نکلتے ہیں]

ملکہ۔ افوّہ۔ شہزادی میرا ہے۔ [اُسے گلے لگاتی ہے] مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ ان کپڑوں میں تم ہو۔

شہزادہ۔ میں بھی بہت خُوش ہوں۔ حد سے زیادہ خوش۔ مجھے ایک ایسی بیوی ملی ہے۔ جو گا سکتی ہے۔ اور پکا بھی سکتی ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں۔

بادشاہ۔ چلو بیرو۔ چلو۔ دستر خوان لگ گیا ہوگا۔

[بیرو نقارہ اُٹھا لیتا ہے۔ اور اس کو بجاتا آگے آگے چلتا ہے۔ سب اُس کے پیچھے جاتے ہیں۔

[پردے کے پیچھے سے گانے کی آواز آتی ہے]

اور

پردہ گرتا ہے

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

رات کی بات

تین مناظر میں ایک کھیل

Taj Tahir Foundation

کھیل میں کام کرنے والے

فخری کنول	دو دوست
کلو سادھو جمن	تین چور
نواب نواز جاہ	نواز منزل کا مالک
سعادت علی	نواب صاحب کا مہمان
شبراتی	ملازم۔عمر تیرہ سال
رمضانی	سائیس
دینا	کوچوان

ملازم۔ مالی۔ باورچی

Taj Tahir Foundation

پہلا منظر

[جنگل بیابان۔ بیچ میں درخت کا ایک بڑا سا تنا ہے۔ ارد گرد جھاڑیاں اور درخت ہیں۔ فخری اور کنول بائیں طرف سے داخل ہو کر اخروٹوں کی تلاش میں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ جاتے ہیں]

فخری۔ کنول کل تم نے دیکھا تھا فیفو کو۔ اخروٹوں سے بھرا ہوا تھیلہ اُٹھا کر اپنے گھر لے جا رہا تھا۔ [کھڑے ہو کر] بہت بڑا تھیلہ تھا۔ اتنا بڑا [ہاتھ پھیلا کر دکھاتا ہے]

کنول۔ [جھاڑی سے سر نکال کر] رہنے بھی دو۔ آئے تھے اتنے بہت اخروٹ۔ تھیلے میں کوئلے بھر کے لے جا رہا ہوگا۔

فخری۔ تم کو یقین نہیں میری بات کا؟ میں نے اپنی آنکھوں سے اخروٹوں کا تھیلہ دیکھا ہے۔ اصل میں نواز منزل

Taj Tahir Foundation

میں اس کا خالو باورچی کا کام کرتا ہے۔ وُہ اس کے پاس گیا تھا۔ وہاں اسے نواز منزل کے باغ کی سیر کا موقع مل گیا۔ کہتا تھا۔ وہاں اخروٹ کے اتنے درخت ہیں۔ اتنے درخت ہیں۔ اتنے درخت ہیں۔ اور ان میں اتنے ڈھیر سارے اخروٹ لگے ہیں۔ کہ ایک فوج بھی آجائے تو اس کے لئے کافی ہوں :-

کنول۔ پھر تمہیں بھی کچُھ اخروٹ دئے ؟ [اپنی جیب سے اخروٹ نکال کر گننے لگتا ہے]

فخری۔ مجھے کیوں دیتا۔ اور پھر مجھے ضرورت بھی کیا تھی کسی سے مانگنا اچھّی بات تھوڑا ہی ہے + میں خود بہت سے تلاش کر لوں گا۔ میں نے فیفو سے بھی کہہ دیا تھا۔ کہ اس جنگل میں اخروٹ کے ہزاروں درخت کھڑے ہیں۔ تھوڑی سی بھی محنت کی۔ تو تجھ سے دُگنے اخروٹ میں لے آؤں گا

کنول۔ تو محنت کرنا کچھ آسان بات ہے ؟ مگر اس وقت ہمارے پاس کل ہیں کتنے اخروٹ ؟ بارہ تھے میرے

پاس ۔ ارے اب گیارہ رہ گئے! معلوم ہوتا ہے۔
ایک کہیں گر گیا۔

فخری ۔ میرے پاس شاید بیس ہیں ۔ [جیبوں کو ٹٹولتا ہے]
تھوڑی دیر اور تلاش کر لیں ۔ پھر گھر چلیں گے۔

کنول ۔ ہاں ۔ مگر ذرا جلدی کرنی چاہیئے ۔ [دائیں طرف
اشارہ کرکے] میں اس طرف جاتا ہوں ۔ میرا خیال ہے۔
وہ درخت اخروٹ کا ہے ۔ تم اِدھر دیکھو ۔ [بائیں طرف
اشارہ کرتا ہے]

[دونوں الگ الگ ہو جاتے ہیں ۔ کنول دائیں طرف
اور فخری بائیں طرف جا کر جھاڑیوں کے پیچھے نظروں
سے غائب ہو جاتے ہیں ۔ تھوڑا سا وقفہ]

فخری ۔ [چلا کر] ارے کنول! کنول! یہاں آؤ ۔ دیکھو
کیا ہے؟

[فخری ایک بوری کو گھسیٹتا ہوا لاتا ہے ۔ کنول بھاگ
کر دائیں طرف سے آتا ہے]

Taj Tahir Foundation

اس بوری میں نہ معلوم کیا ہے۔ اخروٹ تو بہر حال نہیں۔ بڑی بوجھل ہے کنول۔ ذرا میری مدد کرنا۔

[دونوں بوری کو گھسیٹ کر درخت کے تنے تک لاتے ہیں۔ اور بیٹھ کر اُسے کھولتے ہیں۔ اس میں سے بہت سی چیزیں نکلتی ہیں۔ زیور۔ ڈبے۔ سونے چاندی کے برتن۔ یہ چوری کا مال معلوم ہوتا ہے]

کنول۔ یہ بوری تمہیں ملی کہاں سے ؟

فخری۔ اُس جھاڑی کے پیچھے رکھی تھی۔

کنول۔ مگر یہ وہاں آئی کہاں سے ؟ کسی نے چھپائی ہی ہوگی۔ ہو نہ ہو۔ یہ کسی چور کا چوری کا مال ہے۔ ذرا اس انگوٹھی کو دیکھنا کتنی خوب صورت ہے۔

فخری۔ خوب صورت ہی نہیں۔ قیمتی بھی۔

کنول۔ اچھا ہوا یہ چیزیں ہمارے ہاتھ پڑ گئیں۔ ہم انہیں ان کے مالک تک حفاظت سے پہنچا دیں گے۔ مگر نہ جانے ان کا مالک ہے کون! دیکھو شاید کسی

Taj Tahir Foundation

چیز پر کوئی نام کھدا ہوُا ہو۔ [ایک برتن لے کر دیکھتا ہے]
ادں ہوں۔ کسی کا نام نہیں ÷

فخری۔ [بہت سے برتن لے کر باری باری دیکھتا ہے] نام کسی پر نہیں ہے ÷

کنول۔ [بوری سے ایک ڈبہ نکال کر کھولتا ہے] ارے سونے کی مالا۔ [ہاتھ میں لے کر دکھاتا ہے] اس کی قیمت تو کئی ہزار روپے ہوگی ÷

فخری۔ بوری میں اس قسم کی سیکڑوں چیزیں ہیں۔ مگر اس طرح دیکھتے رہنے سے کیا فائدہ؟ ان کے متعلق اب کچھ کرنا چاہئے ÷

[اس موقعہ پر بائیں طرف سے دو چور کلو اور سادھو داخل ہوتے ہیں۔ اور لڑکوں کو دیکھ کر آپس میں اشارے کرتے ہیں۔ پھر ایک درخت کے پیچھے چھپ کر ان کی باتیں سنتے ہیں۔ لڑکے باتوں میں مصروف ہیں۔ چور اپنی جیبوں سے رسیاں اور کپڑا نکال کر تیار ہو گئے ہیں

کہ لڑکوں کو باندھ سکیں۔ اور ان کے مُنہ میں کپڑا ٹھونس سکیں]

کنول۔ کریں یہ کہ پولیس کو اطلاع دے دیں۔ باقی کام ان کا ہے۔ آؤ ان چیزوں کو بوری میں ڈال دیں۔ اور اُسے اسی جگہ چھپا دیں۔ جہاں سے یہ ہمیں ملی تھی۔ اس جگہ جھاڑی میں یہ رومال باندھے دیتے ہیں۔ تاکہ جگہ پہچاننے میں دقّت نہ ہو۔

فخری۔ واہ واہ! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ ہم پولیس کو اطلاع دینے جائیں۔ اور پیچھے چور آکر اسے لے اڑے تو؟ اگر ایسا ہوا۔ تو ہم سے بڑھ کر دُنیا میں کون بے وقوف ہوگا۔ کیا معلوم چور یہیں کہیں تاک میں ہوں۔

[لڑکے مارے ڈر کے اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں]

کنول۔ مگر اتنا بوجھ اُٹھا کر شہر تک لے جائے گا کون؟

فخری۔ ہم اور کون؟ ہم دونوں مل کر اس بوجھ کو

اُٹھا سکتے ہیں۔ اور شہر ہے کون سا اتنا دور۔ زیادہ سے زیادہ ایک میل ہو گا۔ جلدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ سستا کر چلیں گے۔ ذرا سوچو تو سہی۔ جب ہم یہ بوری اُٹھائے جس میں ہزاروں روپے کا مال ہے۔ پولیس اسٹیشن پہنچیں گے۔ تو پولیس والے کتنے خوش ہوں گے۔ ہمیں ضرور انعام ملے گا۔

[دونوں چور تیزی سے آگے بڑھتے ہیں]

کلو۔ ہاں بہت سا انعام ملے گا۔

سادھو۔ بے شک۔ اتنا کہ تم سے اُٹھایا بھی نہ جائے گا۔

[دونوں لڑکوں کو باندھ کر ان کے مُنہ میں کپڑا ٹھونس دیتے ہیں۔ پھر بکھری ہوئی چیزوں کو بوری میں ڈالتے ہیں۔ اس دوران میں باتیں برابر کرتے جاتے ہیں]

کلو۔ تو پولیس اسٹیشن جا رہے تھے تم؟ ابے گدھو یہ تو ہماری بوری ہے۔ تم نے کیسے خیال کیا۔ کہ یہ مال چوری کا ہے۔ تم ہماری چیز چرانے کی فکر میں تھے۔ اس لئے ہم بھی تمہیں

انعام دیں گے۔ مگر ایسا انعام نہیں۔ جو پولیس والوں سے ملتا۔

ساد ھو۔ [ہنس کر] ٹھیک ہے کلو۔ ہم انہیں ایسا انعام دیں گے۔ جو انہیں پہلے کبھی نہ ملا ہو گا۔

[لڑکے رہا ہونے کی کوشش کرتے ہیں]

ساد ھو۔ چُپکے کھڑے رہو۔ ہم جیسے دو ہٹّے کٹّے آدمیوں کے سامنے تم کر ہی کیا سکتے ہو۔

کلو۔ کوئی شرارت کی تو یاد رکھو۔ زندہ نہ بچو گے۔ بالکل خاموش رہو۔

ساد ھو۔ کلو میں یہ بوری اُٹھا کر چلتا ہوں۔ تم ان لڑکوں کو لے آؤ۔

کلو۔ اچھّا۔ [لڑکوں سے] چلو۔

[لڑکوں کو چلنے میں بڑی دقّت پیش آتی ہے۔ کلو انہیں مار مار کر آگے بڑھاتا ہے۔ اور اس طرح وُہ دائیں طرف جا کر نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں]

پردہ

دوسرا منظر

[ایک جھونپڑی کا اندرونی حصّہ۔ پیچھے کی دیوار کے پاس تین بھری ہوئی بوریاں پڑی ہیں۔ دائیں طرف ایک دروازہ اور ایک کھڑکی ہے۔ اِدھر اُدھر چند خالی ڈبے پڑے ہیں۔ دیواروں میں بڑے بڑے کیل ہیں۔ جن میں رسیاں۔ ایک بندوق اور ایک تھیلہ لٹکے ہیں۔

سادھو دروازہ کھول کر بوری اُٹھائے اندر داخل ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے کلو اور دونوں لڑکے ہیں۔ کلو اندر پہنچ کر لڑکوں کو دھکیل دیتا ہے۔ وُہ ایک طرف گر پڑتے ہیں۔ کلو بڑی احتیاط سے دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور سادھو بوری کھڑکی کے پاس رکھ دیتا ہے۔

سادھو۔ توبہ توبہ۔ بڑی بھاری تھی یہ بوری [آستینوں

سے ماتھے کا پسینہ پونچھتا ہے] تمہیں بھی ان لڑکوں کو یہاں تک لانے میں بڑی دقّت ہوئی ہوگی۔

کلو۔ دقّت جیسی دقّت۔ کم بخت چلتے ہی نہ تھے۔ مگر ذرا ان کی شکلیں تو دیکھو۔ جیسے جنگلی چوہے ہوں۔ [دونوں چور ہنستے ہیں] میں ان کی رسیاں ذرا ڈھیلی کر دوں۔ کپڑا بھی مُنہ سے نکالے دیتا ہوں۔ تاکہ یہ ذرا سیدھے بیٹھ کر باتیں کر سکیں۔ ممکن ہے ان لڑکوں سے ہمیں کچھ مدد ہی مل جائے۔

[وہ لڑکوں کی رسیاں ڈھیلی کر کے ان کے مُنہ سے کپڑا نکال دیتے ہیں۔ لڑکے ان سے زور آزمائی کرتے۔ اور انہیں ٹھوکریں مارتے ہیں]

فخری۔ [چلا کر] بدمعاشو۔ تمہیں اس کا ایسا بدلہ ملے گا۔ کہ...

کلو۔ چُپ۔ اگر...

[وہ لڑکے کو مارنا چاہتا ہے۔ مگر فخری اپنا سر جلدی سے ہٹا لیتا ہے۔ اس کا سر کنول کے سر سے ٹکرا جاتا ہے]

Taj Tahir Foundation

فخری۔ معاف کرنا بھائی ؎

[لڑکے بیٹھ کر آہستہ باتیں کرتے ہیں۔ سادھو اور کلو کھڑکی کے پاس جاتے ہیں۔ سادھو سیٹی بجاتا ہے۔ اس وقت باہر سے اس سیٹی کا جواب ملتا ہے۔ سادھو دروازہ کھولتا ہے۔ کلو کھڑکی سے جھانک کر دیکھتا ہے۔ جمن (ایک اور چور) داخل ہوتا ہے]

سادھو۔ سناؤ جمن۔ کوئی تازہ خبر؟

جمن۔ تازہ خبر یہ ہے۔ کہ نواز منزل کے رہنے والے واپس آگئے ہیں۔ اس لئے اب ہمارے لئے موقع نہیں رہا۔ ہمیں اپنا کام ایک ہفتہ پہلے کر لینا چاہیئے تھا۔ دوسرے کاموں کو اور دنوں پر ڈال دیتے۔ تو اچھا تھا۔ خیر دیکھیں تو سہی بوری میں کیا کیا ہے۔ [وہ مڑ کر دیکھتا ہے۔ تو لڑکے نظر آتے ہیں] ارے یہ کیا؟ کون ہیں یہ؟

کلو۔ یہ دونوں جنگل میں ہماری بوری کا جائزہ لے رہے تھے

جمن۔ انہیں یہاں لانے کی ضرورت کیا تھی۔ بیٹھے بٹھائے

Taj Tahir Foundation

مصیبت مول لی ؛

سادھو۔ یہاں نہ لاتے تو اور کیا کرتے ؟ گھر چلا جانے دیتے۔ کہ سب کو ہمارا سارا حال سُنا کر ہمارے لئے کوئی نئی مصیبت پیدا کرتے ؟ پولیس ہماری تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔ ذرا سمجھ بوجھ سے کام لے کر بات کیا کرو ؛

جمن۔ مگر اب بھی تو یہ ہمارے لئے مصیبت ہیں۔ یہ اور تھوڑی دیر تک گھر نہ پہنچے۔ تو ہر طرف ان کی تلاش شروع ہو جائے گی ؛

فخری۔ اور کیا۔ اگر ہمیں جانے نہ دو گے۔ تو سمجھ لو۔ تمہارے لئے بہت بُرا ہو گا۔ میرے ایک ماموں پولیس میں انسپکٹر ہیں ؛

کلو۔ تمہارے ماموں انسپکٹر ہیں۔ تو ہُوا کریں۔ میرے ماموں سپرنٹنڈنٹ ہیں ؛

[تینوں چور ہنستے ہیں]

سادھو۔ خیر چھوڑو ان کو۔ یہ سوچیں۔ کہ آج رات کرنا کیا ہے؟

Taj Tahir Foundation

[چور دائیں طرف دروازے کے پاس جا کر آہستہ آہستہ
باتیں کرتے ہیں]

کنول - فخری۔ کیا ہوگا اب؟ میرا تو دل دھڑک رہا ہے۔
یہاں سے بچ کر نکلنا کسی طرح ممکن نظر نہیں آتا۔

فخری - نہیں۔ یار ہمت سے کام لو۔ چاہے کتنا ہی ڈرائیں
مگر مار نہیں سکتے ہمیں۔ شام ہونے کو ہے۔ میں گھر نہ
پہنچا۔ تو ابّا جان یقیناً پریشان ہوں گے۔ رات کو جب
یہ معلوم ہوگا۔ کہ ہم دونوں غائب ہیں۔ تو اسی جنگل میں
ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔ میں امّی جان سے
کہہ آیا تھا۔ کہ میں اور کنول جنگل کو جا رہے ہیں۔

کنول - یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ کاش۔ کہ ابھی رات ہو جائے
اور تمہارے ابّا یہاں آ جائیں۔ مارے ڈر کے میری تو
بُری حالت ہے۔ ذرا اس بندوق کو دیکھو۔ مجھے یقین
ہے۔ یہ آپس میں ہمیں مار ڈالنے کی تجویز کر رہے ہیں۔
[پریشانی سے چوروں کی طرف دیکھتا ہے]

Taj Tahir Foundation

فخری ۔ اونہہ ۔ تم تو گدھے ہو ۔ ذرا عقل سے کام لو ۔ میں نے ان کی کچھ باتیں سُن لی ہیں ۔ جس سے اندازہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ یہ آج رات نواز منزل میں نقب لگانے کا ارادہ کر رہے ہیں ۔ وُہ چھوٹا سا آدمی جسے یہ جمن کہتے ہیں ۔ اس کوشش میں تھا ۔ کہ وہاں کے باورچی سے دوستی گانٹھ لے ۔ یعنی فیفو کے خالو سے ۔ مگر معلوم ہوتا ہے ۔ اس میں کامیابی نہیں ہوئی ؛

کنول ۔ وُہ [چوروں کی طرف اشارہ کرتا ہے] برابر ہماری طرف دیکھ رہے ہیں ۔ معلوم نہیں ۔ ان کا ارادہ کیا ہے ؛

فخری ۔ ممکن ہے ۔ یہ ہم سے کوئی کام لینا چاہیں ۔ اگر ایسا کہیں تو کہہ دینا ۔ کہ ہم راضی ہیں ۔ یوں شاید تھوڑی بہت آزادی مل جائے ۔ اگر ہم میں سے ایک بھی بچ نکلا ۔ تو پھر دوسرے کو بچانا کچھ مشکل نہیں ؛

[دو چور لڑکوں کی طرف آتے ہیں ۔ لیکن جمن دروازے کی طرف بڑھتا ہے]

جمن ۔ میں اندھیرا ہونے سے پہلے پہلے واپس آجاؤں گا۔ یہ بھی دیکھ آؤں گا۔ کہ مکان کو جانے کا سب سے اچھّا راستہ کون سا ہے۔ اور کون سی جگہ ایسی ہے۔ جہاں میں چھپ سکتا ہوں ؞

سادھو ۔ بہت ٹھیک ؞

کلّو ۔ گاؤں میں کوئی چیز بیچ کر کھانا بھی لیتے آنا۔ تھوڑی دیر میں بھوک کے مارے حواس غائب ہونے لگیں گے اور یہ لڑکے بھی بھوکے ہیں ؞

[جمن سر سے اشارہ کرکے باہر چلا جاتا ہے]

سادھو ۔ [کنول سے] تمہارا نام کیا ہے ؟

کنول ۔ میرا نام کنول ہے۔ اور اس کا نام فخری ؞

سادھو ۔ خوب ۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب تمہارے مزاج کچھ درست ہوگئے ۔ سنو کنول اور فخری ۔ اگر تم ہم سے کسی قسم کا فریب نہ کروگے ۔ تو ہم تمہیں بالکل کچھ نہ کہیں گے ۔ ہمیں آج ایک دُبلے پتلے لڑکے کی ضرورت

Taj Tahir Foundation

ہے۔ اگر اس کام میں کنول ہماری مدد کرے۔ تو بہت اچھا ہے ؎

فخری۔ کوئی مشکل کام ہو۔ تو میں تیار ہوں۔ میں کنول سے زیادہ بہادر اور طاقت ور ہوں ؎

سادھو۔ نہیں ہمیں کنول کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر ہمیں اس سے کسی قسم کا نقصان پہنچا۔ تو پھر تم دونوں کی خیر نہیں۔ یاد رکھو۔ جب تک ہمارا کام پورا نہ ہو گا تمہیں رہائی نصیب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ممکن ہے۔ تمہیں زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے ؎

فخری۔ تم ہمیں ہرگز نہیں مار سکتے۔ تمہیں اس کی جرأت نہیں ہو سکتی ؎

کلو۔ خیر یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ عقلمندی یہی ہے۔ کہ ہمارا کہا مانو ؎

کنول۔ تم مجھ سے کام کیا لینا چاہتے ہو؟

فخری۔ نہیں کنول وہ کام میں کروں گا۔ تم نہیں کر سکو گے

سادھو۔ یہ ہمارا کام ہے۔ اور جس طرح سے ہم کہیں گے۔ تمہیں کرنا ہوگا۔ ہمیں کنول کی ضرورت ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ آج رات ہم نواز منزل میں داخل ہونا چاہتے ہیں، مگر سوائے ایک چھوٹی سی کھڑکی کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں۔ کھڑکی اتنی چھوٹی ہے۔ کہ ہم اس میں سے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ تم دُبلے پتلے ہو آسانی سے اندر جا سکتے ہو۔

کنول۔ [گھبرا کر] یعنی اندر جا کر میں چوری کروں؟

سادھو۔ نہیں۔ چوری نہیں کرنی۔ پوری بات تو سُن لو۔ میں اور کلو کھڑکی کا شیشہ توڑ کر تمہیں اندر داخل کر دیں گے۔ تمہیں صرف اتنا کرنا ہوگا۔ کہ باہر صحن کا دروازہ کھول دو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔

کنول۔ مگر اندر کے راستوں کا مجھے کیا پتہ۔ صحن کا دروازہ مجھے کیسے ملے گا؟

سادھو۔ دروازہ بہت آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔

Taj Tahir Foundation

ہم تمہیں ٹارچ دے دیں گے ۔

کلو۔ اَڈَرسُن لو۔ اگر نواز منزل کے اندر پہنچ کر تم نے کسی قسم کا شور کیا۔ یا ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ تو ایک تو تمہارے دوست فخری کا خدا حافظ ہے۔ دوسرے ہم تو بچ بچا کر نکل ہی جائیں گے۔ لوگ تمہیں چور سمجھیں گے۔ اور تمہاری بات کا اعتبار کوئی نہ کرے گا۔

فخری۔ کنول یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اب تم تیار ہو جاؤ۔

کنول۔ جب تم اپنا کام ختم کر لو گے۔ تو ہمیں چھوڑ دو گے؟

سادھو۔ ہاں ہم تمہیں فوراً چھوڑ دیں گے۔ بلکہ شہر سے قریب چھوڑ آئیں گے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ نام ہمارا کہیں نہ لینا۔

کلو۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی سے کچھ کہا۔ تو ایک ہفتہ کے اندر اندر تمہیں ایسی خوف ناک سزا دی جائے گی۔ کہ بس کچھ نہ پوچھو۔

کنول۔ لیکن کل جب ہم اپنے گھر پہنچیں گے۔ تو ہمیں بتانا

نہ پڑے گا۔ کہ ہم کہاں تھے؟

سادھو۔ کہہ دینا راستہ بھول گئے تھے۔ اس لئے رات جنگل میں گزار دی۔

کلو۔ بالکل ٹھیک ہے۔ [کنول سے] اچھا تو تم ہمارے ساتھ آ رہے ہو نا؟ [باہر سے قدموں کی آواز آتی ہے] جمن کھانا لے کر آ گیا۔ [کنول سے] آ رہے ہو نا؟

کنول۔ ہاں۔

فخری۔ [جب چور دروازہ کی طرف جاتے ہیں۔ کنول سے آہستہ سے] ہمت سے کام لینا۔ تم وہاں اندر پہنچ کر کسی نہ کسی نوکر کو جگا سکتے ہو۔ میری کوئی فکر نہ کرو۔ باورچی خانے سے نکل کر کسی نوکر کو جگا دینا۔

سادھو۔ [واپس آ کر] اچھا اب ہم تمہارے ہاتھ کھولے دیتے ہیں۔ کچھ کھا پی لو۔ مگر یاد رکھو کسی قسم کا دھوکہ...

[سادھو ان کے ہاتھ کھول دیتا ہے۔ کھانے پینے کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ اور پردہ آہستہ گرتا ہے]

Taj Tahir Foundation

تیسرا منظر

[نواز منزل کا باورچی خانہ۔ بائیں ہاتھ پر ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے۔ جس کے نیچے ایک میز پڑی ہے پیچھے کی طرف ایک بڑی سی بند کھڑکی ہے۔ دائیں جانب دروازہ ہے۔

پردہ اُٹھنے پر ہر طرف اندھیرا نظر آتا ہے۔ تھوڑی سی دیر کے بعد چند آوازیں سی آتی ہیں۔ اور باہر سے چھوٹی کھڑکی کے ذریعہ ٹارچ کی روشنی ڈالنے پر کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ باہر سے ذرا زور کی آوازیں آتی ہیں]

سادھو۔ اب تو تم اچھی طرح سے کمرہ دیکھ سکتے ہو نا؟

کنول۔ [رک کر] ہاں۔ یہ باورچی خانہ ہے۔ مگر معلوم نہیں

Taj Tahir Foundation

یہاں کوئی ہے یا نہیں ؞

کلو۔ اس وقت یہاں کون ہو سکتا ہے۔ سادھو ذرا مجھے ٹارچ دینا۔ میں دیکھ لوں۔ کہ سڑک پر کوئی ہے۔ یا نہیں ؞

[کلو نقاب پہنے ہے۔ وُہ ٹارچ سے اسٹیج کے ہر طرف روشنی ڈالتا ہے]

کلو۔ کوئی نہیں۔ راستہ بالکل صاف ہے۔ یار ہم بڑے خوش قسمت ہیں ؞

[وُہ کھڑکی سے پرے ہٹ جاتا ہے]

سادھو۔ مجھے وہاں آنے دو ؞

[سادھو آگے بڑھتا ہے۔ اور ایک اوزار سے کھڑکی کا شیشہ الگ کر دیتا ہے۔ شیشہ الگ کرنے کے دوران میں وُہ برابر بولتے رہتے ہیں۔ "ذرا دیکھ کے۔ ہاں اس طرح ٹھیک ہے"]

کلو۔ [کنول سے] اب اندر جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ [وُہ

Taj Tahir Foundation

لڑکے کو اُٹھا لیتا ہے] مگر ایک بات یاد رکھو۔ اگر تم نے کسی قسم کی شرارت کی۔ تو تمہارے دوست کی خیر نہیں۔ کھڑکی کے نیچے میز ہے۔ تم اس کے ذریعہ آسانی سے فرش پر پہنچ سکتے ہو۔ اس کے بعد راستہ ڈھونڈھ لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ باہر کا دروازہ شاید دائیں جانب ہے۔ احتیاط سے چلنا۔ تاکہ شور کسی قسم کا نہ ہو۔

[وہ کنول کو اندر کر دیتا ہے۔ کنول میز سے اتر کر فرش پر پہنچ جاتا ہے۔ اور ٹارچ کی روشنی میں بڑی احتیاط سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے]

کنول۔ [کھڑکی کی طرف مُڑ کر] اگر باہر کا دروازہ مقفل ہوا تو پھر کیا کروں گا؟

سادھو۔ جاؤ بھی۔ کیا باتیں بنا رہے ہو۔ اگر دروازہ مقفل ہُوا تو آ کر ہمیں بتانا۔ ہم کوئی اور ترکیب کریں گے۔ جلدی کرو۔

[کنول دائیں جانب دروازے کی طرف بڑھتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

اور کسی چیز سے ٹکراتا ہے۔ جس سے آواز پیدا ہوتی ہے]

کلو۔ آنکھیں کھول کر چلو۔ گدھا کہیں کا۔

کنول۔ اس میں میرا کیا قصور۔ میں تو دیکھ کر ہی چل رہا ہوں

[دروازہ کھول کر آگے بڑھتا ہے۔ اور زور سے دروازہ بند بھی کر جاتا ہے۔ ایک دو منٹ کے لئے خاموشی رہتی ہے]

سادھو۔ دیکھیں لڑکا کیا کرتا ہے۔ معلوم نہیں سامنے کا دروازہ کیوں بند کر گیا۔ مجھے تو دال میں کچھ کالا نظر آتا ہے۔

کلو۔ سنو۔ [دونوں چوکنے ہو جاتے ہیں] کہیں شور ہو رہا ہے۔

کنول۔ [جلدی سے کمرے میں کھڑکی کے پاس آتا ہے] باہر کے دروازے سے پہلے ایک اور دروازہ ہے۔ جو مقفل ہے۔ اور کوئی راستہ ہے نہیں۔ میں نے بہت کوشش کی مگر کوئی نہیں ملتا۔

سادھو۔ کلو اسے چابیوں کا گچھا دے دے۔ مجبوری ہے کیا کیا جائے۔

Taj Tahir Foundation

کلو۔ [کنول کو چابیاں دیتا ہے] یہ لو۔ اس میں سے کوئی چابی قفل میں ضرور لگ جائے گی ؛

سادھو۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ دروازہ مقفل کیوں ہے ؟

کنول۔ بس اب میں بہت جلدی کرتا ہوں ؛

سادھو۔ ہاں جلدی کرو ؛

[کنول غائب ہو جاتا ہے۔ اور چور کھڑکی سے الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک دو منٹ انتظار کرنے کے بعد پیچھے کی طرف غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کی آوازیں پیچھے کی طرف سے آتی ہے]

سادھو۔ ذرا سنبھل کر۔ زیادہ شور نہ کرو۔ کہیں کوئی جاگ نہ اُٹھے۔ معلوم نہیں وہ کر کیا رہا ہے۔ [کلو سے] کلو ذرا کھڑکی کے پاس آنا۔ دیکھو کمرہ میں کیا ہو رہا ہے ؛

[کلو کھڑکی کے پاس واپس آ کر چاروں طرف دیکھتا ہے]

کلو۔ سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ؛

[یہ کہہ کر واپس چلے جاتا ہے۔ ایک منٹ کے بعد ہی

Taj Tahir Foundation

کسی دروازے کے کھلنے کی آواز آتی ہے]

سادھو۔ [پیچھے کی طرف سے آواز آتی ہے] کلو اِدھر آؤ۔
دروازہ کھل گیا ہے۔

[ایک منٹ کے لئے تماشائیوں کے سامنے اسٹیج خالی رہتا ہے۔ پھر دور سے شور و غل اور لڑائی جھگڑے کی آوازیں آتی ہیں۔ جو قریب آتی جاتی ہیں۔ پھر کمرے میں مالی اور باورچی کلو کو پکڑے داخل ہوتے ہیں۔ مالی کے جسم پر صرف ایک تہمبند ہے۔ اور باورچی بنیان بھی پہنے ہے۔ ان کے بعد نواب نواز جاہ اور سعادت علی رات کا لباس پہنے سادھو کو پکڑے آتے ہیں۔ شبراتی دوڑ کر بجلی کا بٹن دبا دیتا ہے۔ جس سے کمرے میں روشنی ہو جاتی ہے]

نواب نواز جاہ۔ شبراتی بھاگ کر جاؤ۔ اور برآمدے سے رسی لے آؤ۔

[شبراتی بھاگ کر باہر جاتا ہے۔ اور کنول ڈرتا ڈرتا کمرے میں آتا ہے۔ فوراً ہی باہر سے سیٹی کی آواز

آتی ہے۔ اور کھڑکی کے قریب جمن کی شکل دکھائی دیتی ہے]

کلو۔ [چلّا کر] بھاگ جاؤ جمن بھاگ جاؤ۔ ہم پکڑے گئے ہیں۔

سادھو۔ یہ سب اس لڑکے کی شرارت ہے۔ اب تم دوسرے کے ساتھ جو چاہنا کرنا۔

[جمن بھاگ جاتا ہے۔ شبراتی رسی لے کر واپس آتا ہے۔ نوکر چوروں کے ہاتھ پاؤں باندھنا شروع کرتے ہیں]

کنول۔ خدا کے لئے فخری کو کچھ نہ کہنا۔

نواب نواز جاہ۔ فخری؟ فخری کون؟

کنول۔ میرا دوست۔ چوروں کے جھونپڑے میں قید ہے۔ اُنہوں نے دھمکی دی تھی۔ کہ اگر میں نے کوئی شرارت کی۔ تو اس کی جان کی خیر نہیں۔

سعادت علی۔ فکر مت کرو۔ ہم ابھی جھونپڑے کو جاتے ہیں۔ ذرا ان کو اچھی طرح سے باندھ لیں۔ [نوکروں

Taj Tanir Foundation

سے] میں دوں مدد ؟

مالی اور باورچی ۔[ایک ساتھ] شکریہ ۔

[سعادت علی ان کی مدد کرتا ہے]

نواب نواز جاہ ۔ اچھّا اب دو کرسیاں اُٹھالاؤ ۔

[دونوں چور کرسیوں سے باندھ دئے جاتے ہیں۔ باہر سے شور و غل کی آواز آتی ہے ۔ شبراتی بھاگ کر باہر جاتا ہے ۔ دینا اور رمضانی جمن کو پکڑے اندر آتے ہیں ۔ان کے پیچھے فخری ہنستا ہوا آتا ہے]

کنول ۔فخری ۔فخری ۔تم ۔تم ....

[دونوں دوست جوش سے گلے ملتے ہیں]

نواب نواز جاہ ۔خوب ۔ دینا اور رمضانی تیسرے چور کو بھی لے آئے ۔ خوب ۔ تم لوگوں نے اسے کیسے پکڑا ؟

دینا ۔سرکار ہم تاش کھیل رہے تھے ۔ کھیلتے کھیلتے ہم نے ایک طرف شور و غل اور اس قسم کی آوازیں سنیں ۔تو چوکنے ہوگئے سرکار ۔

Taj Tahir Foundation

رمضانی۔ پھر ہم نے اس آدمی کو دیکھا۔ کہ جھاڑیوں سے نکل کر بھاگا جا رہا ہے۔ ہم نے چُپکے سے اس کا پیچھا کیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد یہ ایک جھونپڑی کے سامنے رُک گیا۔ ہم بھی پاس ہی ایک جگہ چھپ گئے ٭

دینا۔ پھر سرکار اس نے آواز دی۔ کہ دروازہ کھولو۔ ہم نے اندر سے ایک لڑکے کی آوازیں سُنیں۔ جو کچھ پوچھ رہا تھا پھر اُس نے کہا سرکار۔ میں نہیں کھولوں گا۔ پھر اُس آدمی نے سرکار دروازہ پر زور سے لات ماری۔ ہم نے آگے بڑھ کر اس کو گردن سے پکڑ لیا سرکار۔ پھر ہم نے لڑکے سے بات کی ٭

فخری۔ جی ہاں جب میں نے کھڑکی میں سے یہ دیکھا۔ کہ دو آدمیوں نے جمن کو پکڑ لیا ہے۔ تو مجھے فوراً یقین ہو گیا کہ یہ مجھے چھڑانے آئے ہیں۔ بس میں نے دروازہ کھول دیا۔ اور پھر جو کچھ ہوُا آپ جانتے ہی ہیں ٭

رمضانی۔ جناب ہم نے چوروں کے سارے گروہ کو پکڑ لیا ہے ٭

نواب نواز جاہ۔ بس ہمیں اب پولیس کا انتظار ہے۔ [مالی سے] جاؤ بیگم صاحبہ کے پاس۔ ان سے کہو۔ کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ چور پکڑے گئے۔ یہ بھی کہہ دینا۔ کہ پولیس کو ٹیلی فون کر دیں ؂

مالی۔ بہت اچھا حضور۔ [باہر جاتا ہے]

باورچی۔ کوئی اَور کام ہے حضور؟

نواب نواز جاہ۔ ہاں الماری میں سے پھل اور مٹھائیاں نکال لاؤ۔ اگر سوڈے کی بوتلیں ہوں۔ تو وہ بھی لے آؤ۔ یہ لڑکے ہمارے مہمان ہیں۔ ان کی خاطر تواضع ہونی چاہیئے ؂

سعادت علی۔ [کنول] آج کے کام میں تمہارا حصّہ کیا تھا؟

کنول۔ جناب اِنھوں نے مجھے اس چھوٹی کھڑکی سے اندر داخل کیا۔ کیونکہ خود اس میں سے اندر داخل ہو نہیں سکتے تھے۔ مجھ سے کہا۔ کہ میں باہر کا دروازہ کھول

دول ۔

سعادت علی ۔ مگر تم لوگ ان کے چکر میں آ کیسے گئے ؟

فخری ۔ ہم جنگل میں اخروٹ لینے گئے تھے ۔ وہاں انہوں نے ہمیں پکڑ لیا ۔ انہوں نے وہاں ایک بوری چھپا رکھی تھی ۔ جس میں چوری کی چیزیں تھیں ۔ یہ بوری اب ان کے جھونپڑے میں ہے ۔

کنول ۔ ان لوگوں نے ہمیں سخت دھمکیاں دیں ۔ کہ اگر ہم ان کا کہنا نہ مانیں گے ۔ تو یہ ہم کو مار ڈالیں گے ۔ مجھے مجبوراً ان کا کہنا ماننا پڑا ۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے باورچی کو جگا دیا ۔

[مالی اندر آتا ہے ۔ اور لڑکے پھل اور مٹھائی کھانا شروع کرتے ہیں]

نواب نواز جاہ ۔ کیوں ؟

مالی ۔ جناب بیگم صاحبہ نے پہلے ہی ٹیلی فون کر دیا تھا ۔ پولیس والے آ ہی رہے ہوں گے ۔ [دور سے موٹر کے ہارن کی

آواز آرہی ہے] لیجئے وُہ آگئے ۔

نواب نواز جاہ ۔ میں باہر جا کر پولیس والوں سے ملتا ہوں ۔ آؤ لڑکو میرے ساتھ آؤ ۔ تم نے واقعی بڑی بہادری اور جُرأت سے کام لیا ہے ۔ اور تمہیں ضرور کوئی بہت اچھّا انعام ملنا چاہیئے ۔

پردہ

Taj Tahir Foundation

جادو کا ہیرا

چار مناظر میں ایک کھیل

Taj Tahir Foundation

کھیل میں کام کرنے والے

رضوان الملک	سلطان آباد کا بادشاہ
عرفان شاہ	شہزادہ - بادشاہ کا بیٹا
جعفر	وزیر
چراغ	موچی
لاڈو	اس کی بیوی
چار لڑکے	
زبیدہ	امیر ضیاء الملک کی لونڈیاں
دینازاد	
شہرزاد	
فاطمہ	
ندیمہ	

امیر - درباری - ملازم وغیرہ

Taj Tahir Foundation

پہلا منظر

[شہر کی ایک گلی۔ دائیں طرف چراغ کی دُکان ہے۔ تین چار جوتے دیوار سے لٹک رہے ہیں۔ کچھ زمین پر بکھرے پڑے ہیں۔ چراغ بیٹھا ایک جوتا سی رہا ہے۔ سیتے سیتے وُہ کچھ بڑبڑاتا بھی جاتا ہے]

چراغ۔ کام۔ کام۔ دن رات کام۔ برسات ہو۔ گرمی ہو۔ سردی ہو۔ کام سے نجات نہیں۔ لعنت اس زندگی پر۔ کام.....

[وہ جُملہ مکمل نہیں کر پاتا۔ کہ اندر سے اس کی بیوی نکلتی ہے۔ پانی کا گھڑا باہر سے بھر کر لائی ہے۔ آخری الفاظ سُن کر وُہ زور سے چلاتی ہے]

لاڈو۔ کام؟ نکمے۔ بے کار۔ یہ کام ہو رہا ہے؟ جوتوں میں

Taj Tahir Foundation

چار پانچ ٹانکے لگا دئے۔ اور کہہ دیا کام کیا ہے۔ اگرمن دل سے کام کرتا۔ تو یہ حالت کیوں ہوتی؟ دیکھ صادق کو۔ کتنا کام کرتا ہے۔ اور یہی موچی کا کام۔ کتنی اچھی ہے اس کی حالت۔ کس ٹھاٹھ باٹ سے رہتا ہے۔

چراغ۔ صادق؟ کس لالچی مردود کا ذکر لے بیٹھی۔ وُہ تو گاہکوں کی جیب پر ڈاکے ڈالتا ہے۔

لاڈو۔ ہونہہ۔ [چلی جاتی ہے۔ چراغ اس کی نقل اتارتا ہے]

چراغ۔ صادق۔ خبیث۔ بد ذات کہیں کا۔ خدا اُسے تباہ کرے۔ کام؟ اُسے کیا معلوم کام کس چڑیا کا نام ہے۔ ٹھاٹھ باٹ سے رہتا ہے۔ تو رہا کرے۔ مگر اُسے یہ کیا معلوم کہ جوتے ۔ ۔ ۔ [اس وقت اس کی نظر اوپر اُٹھتی ہے۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک مکان کی کھڑکی سے زبیدہ جھانک رہی ہے۔ وُہ ایک آہ بھرتا ہے] کس قدر خوب صورت! مگر اتنی اُداس کیوں؟ کاش میرے پاس بھی کوئی ایسی ہی لونڈی ہوتی۔ ایسی ہی خوب صورت ۔ ۔ ۔ ۔

[اس کی بیوی دفعتاً آکر اس کے کان کھینچتی ہے۔ اس نے آخری الفاظ سُن لئے ہیں]

لاڈو۔ لونڈی؟ یہ مُنہ اور مسور کی دال۔ یہ کام ہو رہا ہے سا ہو کار آئے گا۔ تو کیا جواب دے گا؟

چراغ۔ [جلدی سے کام شروع کر دیتا ہے] میں تو سوچ رہا تھا۔ کسی طرح تمہیں کام نہ کرنا پڑے۔ ہمیں ایک لونڈی مل جائے۔ تو بڑا اچھّا ہو۔ تمہیں کام کرتے دیکھ کر مجھے بڑا دُکھ ہوتا ہے۔

لاڈو۔ رہنے دو خوشامد۔ لونڈی رکھنے کے خواب دیکھنا جب بادشاہ رضوان الملک کے موچی بن جاؤ گے۔ اور یہ کبھی ہونے کا نہیں۔ خواب میں بھی نہیں۔

چراغ۔ شاہی موچی۔ کیا خبر ایسا ہی ہو جائے۔ اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار۔

لاڈو۔ ہونہہ!

[اندر چلی جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد بائیں طرف سے

Taj Tahir Foundation

چند لڑکوں کی آوازیں سُنائی دیتی ہیں]

پہلا لڑکا۔ مجھے دے دو۔

دوسرا لڑکا۔ واہ تمہیں کیوں دوں۔

تیسرا لڑکا۔ میں نے اسے پہلے دیکھا تھا۔

چوتھا لڑکا۔ دیکھا تھا تو کیا ہوا۔ اُٹھایا تو میں نے تھا۔

[چار لڑکے ایک جوتے پر لڑتے جھگڑتے آتے ہیں]

دوسرا لڑکا۔ [جس کے پاس جوتا ہے] تمہیں اس کی ضرورت کیا ہے؟

پہلا لڑکا۔ اور تمہیں کیا ہے؟

دوسرا لڑکا۔ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں۔

تیسرا لڑکا۔ بھئی خوب رہی۔ حضرت جوتا بھی ہتھیا بیٹھے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں۔

چوتھا لڑکا۔ اجی جانے بھی دو۔ تم سب جوتا لے کر کرو گے کیا۔ اس میں آخر کون سا سرخاب کا پر لگا ہے؟

پہلا لڑکا۔ مگر یہ ہمیں دیکھنے کیوں نہیں دیتا۔ نئی قسم کا جوتا

ہے۔ اس لئے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

دوسرا لڑکا۔ صرف دیکھنا ہے۔ تو یہ لو۔ [جوتا سامنے کر دیتا ہے]

تیسرا لڑکا۔ واہ واہ کتنا خوب صورت اور نازک ہے۔ اور تقریباً نیا۔

پہلا لڑکا۔ بالکل نیا؟

چوتھا لڑکا۔ بالکل نیا نہیں۔ تقریباً نیا۔ اس پر سونے چاندی کے تار ہیں۔ قیمتی مخمل بھی۔ ذرا دیکھو اس پر کچھ لکھا بھی ہے۔ کیا ہے؟

دوسرا لڑکا۔ [غور سے دیکھ کر] کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر یہ جوتا آیا کہاں سے؟

پہلا لڑکا۔ آسمان سے ٹپک پڑا ہوگا۔

دوسرا لڑکا۔ بھئی واہ۔ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ آسمان سے کیونکر ٹپک پڑا۔

چوتھا لڑکا۔ تم تو بال کی کھال نکالتے ہو۔ آیا ہوگا کہیں سے۔ جس کو ضرورت ہو لے لے۔

Taj Tahir Foundation

تیسرا لڑکا۔ [آہستہ سے] ارے ہم اس کو بیچ کیوں نہ دیں کچھ تو مل رہے گا۔ وہ سامنے چراغ کی دُکان ہے۔ اس کے پاس چلیں۔ ضرور کچھ مل جائے گا۔

سب۔ ہاں ہاں چلو۔

دوسرا لڑکا۔ السلام علیکم میاں چراغ۔ بہت مصروف ہو؟

چراغ۔ ہاں بہت مصروف ہوں۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔

تیسرا لڑکا۔ میاں چراغ اس قدر خفا کیوں ہوتے ہو۔ ہم ایک کام سے آئے ہیں۔ کام سے۔

چراغ۔ کام سے؟ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ وقت نہ ضائع کرو۔

پہلا لڑکا۔ بات تو سُن لو۔ یہ دیکھو کیا ہے۔ [جوتا نکالتا ہے] ایک عجیب وغریب جوتا۔ کتنا قیمتی ہے۔

چراغ۔ قیمتی۔ فضول۔ [لے کر دیکھتا ہے۔ ہاتھ اندر ڈالتا ہے۔ تو کوئی سخت سی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اس کا رویہ بدل جاتا ہے۔ اور وہ چالاکی سے کام لیتا ہے] ارے بھئی میں اس

جوتے کو لے کر کیا کروں گا؟

دوسرا لڑکا۔ میاں چراغ تم بڑے ہوشیار کاریگر ہو۔ تم اسی طرح کا بالکل اسی طرح کا دوسرے پاؤں کا جوتا بھی بنا سکتے ہو۔

تیسرا لڑکا۔ یا اس جوتے کو یہاں لٹکا دو۔ یہ ایک قسم کا اشتہار ہو گا۔ اس خوب صورت جوتے کو دیکھ کر بہت سے گاہک دُکان پر آجائیں گے۔

چراغ۔ یہ بات تو کام کی بتائی۔

تیسرا لڑکا۔ نہ صرف کام کی۔ بلکہ بہت کام کی۔ ہم سے یہ جوتا لے لو۔ قیمت اس کی ہمیں دے دو۔

چراغ۔ قیمت کی بات غلط ہے۔ میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ تم نے سُنا ہو گا۔ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔

پہلا لڑکا۔ رہنے بھی دو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

دوسرا لڑکا۔ نہ یہ گھونسلہ ہے۔ اور نہ تم چیل ہو۔

Taj Tahir Foundation

چراغ - خدا کی قسم کچھ نہیں۔ وہ سامنے ٹوکری میں کچھ
اخروٹ پڑے ہیں۔ وہ لینے ہیں تو لے جاؤ۔

تیسرا لڑکا - یار اسی میں کھیل کا وقت گزرا جا رہا ہے۔ جوتا
ہمارے کس کام کا ہے۔ الگ کرو۔ لاؤ اخروٹ ہی
دیدو۔

[چراغ اخروٹوں کی ٹوکری اُٹھا لاتا ہے۔ لڑکے لپک کر
اخروٹ نکالتے ہیں۔ کچھ زمین پر بھی گر پڑتے ہیں۔ لڑکے
سب اخروٹ اُٹھا کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے جانے
کے بعد چراغ پھر جوتے کو دیکھتا ہے]

چراغ - خدا کی قسم معمولی جوتا نہیں۔ یہ سونے چاندی کا
کام۔ یقیناً یہ جوتا کسی دولت مند خاتون کا ہے۔ شاہی
بیگمات میں سے کسی کا۔

[وہ جوتے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چیز نکالتا ہے۔ جو
کاغذ میں لپٹی ہے۔ اُسے کھولتا ہے۔ یہ ایک ہیرا ہے۔
اتنے میں لڑکے پھر آجاتے ہیں۔ اور وُہ جلدی سے

Taj Tahir Foundation

ہیرا چھپا لیتا ہے]

پہلا لڑکا۔ اخروٹ توڑنے ہیں۔ اخروٹ توڑنے کو کوئی چیز ہوگی؟

چراغ۔ اخروٹ توڑنے کے لئے چیز؟ ایسی چیز دوں۔ کہ عمر بھر یاد کرو۔ [ایک جوتا اُٹھاتا ہے] بھاگ جاؤ یہاں سے۔ ورنہ یہ جوتا اخروٹ تو کیا تمہارا سر بھی توڑ دے گا جاؤ۔ کوئی آرہا ہے۔ شاید گاہک ہو۔

پہلا لڑکا۔ کوئی آرہا ہے تو ہمیں کیا؟

دوسرا لڑکا۔ چلو بھی یار۔

تیسرا لڑکا۔ آخر ہم بُری بات کون سی کر رہے ہیں۔

چوتھا لڑکا۔ میں تو یہاں سے ٹلنے کا نہیں۔

[کسی چیز کے گرنے کی آواز آتی ہے۔ لڑکے آپس میں اشارے کر کے چلے جاتے ہیں۔ چراغ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ امیر ضیاء الملک کی لونڈی ندیمہ ایک ہاتھ میں مرتبان اور دوسرے میں جوتے لئے آتی ہے]

Taj Tahir Foundation

ندیمہ۔ غضب ہُوا چراغ غضب۔ مرتبان میرے ہاتھ سے گر پڑا۔ میں سمجھی ٹوٹ گیا۔ میرا جو حال ہُوا ہو گا۔ سمجھ سکتے ہو۔ امیر صاحب کچا ہی چبا جاتے ؂

چراغ۔ لائی کیا ہو۔ میرے لئے کچھ کام ہے۔ [جوتے لے لیتا ہے] ان میں کافی مرمت کی ضرورت ہے۔ اچھا تو امیر آ گئے واپس؟ کہو اس دفعہ اُنہوں نے کہاں کہاں کی سیر کی اور کیا کیا لائے؟

ندیمہ۔ مصر۔ ہندوستان۔ افغانستان اور نہ جانے کہاں کہاں کی سیر کی۔ اس دفعہ ایک نئی لونڈی لائے ہیں۔ تمام دن چُپ چاپ بیٹھی رہتی ہے۔ بولتی ہی نہیں۔ ہم سے تو یہ بہانہ ہے۔ کہ ہماری زبان نہیں جانتی۔ مگر امیر صاحب سے خوب باتیں کرتی ہے ؂

چراغ۔ وہی تو نہیں۔ جو کبھی اس کھڑکی سے جھانکتی ہے؟

ندیمہ۔ ہاں ہاں وہی ؂

چراغ۔ میں تو جب اُسے دیکھتا ہوں۔ کام کرنا بھول جاتا ہوں۔ کچھ ایسی چُپ چاپ اور اُداس نظر آتی ہے۔ کہ میرا دل دکھنے لگتا ہے۔

ندیمہ۔ نکمی لڑکی ہے۔ کام کی نہ کاج کی۔ دُشمن اناج کی۔

چراغ۔ خوب صورت بڑی ہے۔

ندیمہ۔ خوب صورت؟ مغرور کہو مغرور۔ ہمیں تو اس کی صورت سے نفرت ہے۔

چراغ۔ ارے نہیں۔ مغرور کہاں۔ وُہ تو اس کا خاندانی پن ہے۔ چہرے سے معلوم ہوتا ہے۔ کسی اُونچے گھرانے کی لڑکی ہے۔

ندیمہ۔ آئی تھی اُونچے گھرانے سے۔ اللہ جانے امیر کہاں سے خرید کر لے آئے ہیں۔

چراغ۔ میرے پاس ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اُسے دے دو۔ تو تمہاری سہیلی بن جائے۔

ندیمہ۔ میں اس کو سہیلی بنا کر کروں گی کیا؟

TajTamir Foundation

[جیب سے ہیرا نکالتا ہے۔ اور چمڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ دیتا ہے]

چراغ۔ اچھا میری خاطر ہی سے پہنچا دو۔ یہ ایک تعویذ ہے۔ جو ایک خانہ بدوش عورت نے مجھے دیا تھا۔ میں نے ایک موقعہ پر اس کی مدد کی تھی۔ لاجواب چیز ہے۔ اسے لے جا کر نئی لونڈی کو دے دینا۔ کہنا۔ کہ چراغ نے بھیجا ہے۔

ندیمہ۔ اور اگر امیر صاحب کو پتہ لگ گیا تو؟

چراغ۔ تم چپکے سے اُسے دے دینا۔ ڈرنے کی کیا بات ہے۔

ندیمہ۔ اچھا اب میں چلتی ہوں۔ [جاتی ہے۔ مگر چند قدم چل کر پھر واپس آجاتی ہے] ہاں اور میں جوتے لینے کب آؤں؟

چراغ۔ کل شام کو۔ [چلی جاتی ہے] اچھا ہی کیا۔ جو ہیرا بھیج دیا۔ ہیرا واقعی لاجواب ہے۔ سمجھ جائے گی۔

Taj Tameer Foundation

کہ میں اُس کا ہمدرد اور قدردان ہوں۔ خدا کرے اس ہیرے کی برکت سے اس کا دُکھ اور غم سُکھ اور خوشی میں بدل جائے۔

پردہ

Taj Tahir Foundation

دوسرا منظر

[زبیدہ ایک کمرے میں ذرا الگ اور اداس سی بیٹھی ہے۔
دوسری لونڈیاں فاطمہ۔ دینازاد دعوت کے لئے برتن اور
مختلف چیزیں جمع کر رہی ہیں]

دینازاد۔ ہوش میں رہو فاطمہ۔ ابھی اس برتن پر پاؤں پڑ جاتا۔ تو پھر؟ جانتی ہو۔ امیر صاحب نے اپنے یار دوستوں کی دعوت کی ہے۔ دعوت کا وقت سر پر آن پہنچا ہے۔ پھر بھی ایسی بے احتیاطی سے کام کرتی ہو۔ گویا کسی بات کی پروا ہی نہیں ؁

فاطمہ۔ میں تو تنگ آگئی ہوں اس بات سے ؁

شہرزاد۔ تنگ آؤ یا نہ آؤ کام تو کرنا ہی پڑے گا۔ ابھی تو دعوت کے لئے کمرہ سجانا۔ گانے بجانے کا سامان کرنا اور کئی دوسرے

Taj Tahir Foundation

کام باقی ہیں ؛

دینازاد - یہ کام ہمارے بس کے تھوڑا ہی ہیں - ندیہ اور عبدل کو آجانے دو - وُہ جا کر باز ہی کے ہو رہے - [زبیدہ کی طرف مخاطب ہو کر] بی صاحبہ آپ بھی اپنی سُست ہڈیاں ہلائیے نہ ؛

فاطمہ - کیا امیر صاحب نے ان بیگم صاحبہ کو بھی کچھ کرنے کا حکم دیا ہے ؟

شہرزاد - ناچ یہ نہیں سکتی . گا یہ نہیں سکتی - حد تو یہ ہے - کہ بول تک نہیں سکتی - تو پھر کام بھی نہ کرے گی - تو کیا کرے گی ؟

دینازاد - ہم مُنہ پھٹ ہیں - سو میں کہہ دیں - ہزار میں کہہ دیں - کہ ان کی صورت دیکھ کر ہمیں تو وحشت ہونے لگتی ہے - توبہ توبہ چہرہ ایسا ہے - جیسے سنگ مرمر کا بنا ہو - انسان تھوڑا ہی معلوم ہوتا ہے - مورتی ہے مورتی ؛

فاطمہ - غضب تو یہ ہے - کوئی کام نہیں کرنا چاہتی - بس بہت

کیا۔ تو کبھی کبھی کھڑکی سے باہر جھانک لیا۔ نہ جانے سارا دن سوچتی کیا رہتی ہے۔[پاس جا کر اس کو جھنجھوڑتی ہے] کیا کر رہی ہو۔ ہمارا ہاتھ نہیں بٹاؤ گی؟

[زبیدہ مُنہ پھیر لیتی ہے۔ دوسری لونڈیاں بھی پاس آجاتی ہیں۔ ایک اس کے چٹکی لیتی ہے۔ دوسری مُنہ چڑاتی ہے۔ مگر زبیدہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ جس سے انہیں اَور کوفت ہوتی ہے]

دینازاد۔ جی چاہتا ہے بیگم صاحبہ کو ایک ایسا جھڈا رسید کروں۔ کہ شہر کی گلیوں میں لُڑکتی پھریں ؂

شہرزاد۔ امیر صاحب کو چاہیئے۔ کہ اُسے کان سے پکڑ کر گھر کے باہر کردیں۔ موئی کام چور۔ منحوس کہیں کی ؂

[اس وقت ندیمہ اندر آتی ہے۔ اور تینوں کو بُلا کر کان میں کچھ کہتی ہے۔ وُہ باہر چلی جاتی ہیں۔ ندیمہ زبیدہ کے پاس جاتی ہے۔ اور ہیرا نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیتی ہے]

ندیمہ۔ اب معلوم ہوُا۔ کہ تم کیوں کھڑکی سے جھانکا کرتی ہو۔

خیر ہمیں کیا۔ یہ لو چراغ موچی نے بھیجا ہے۔ تحفے کے طور پر۔ کسی سے کہنا مت۔ کہ کس نے لاکر دیا ہے۔ نہیں تو یاد رکھنا ان ناخنوں سے چہرہ ہی نوچ لوں گی +

[ندیمہ ہیرا دے کر باہر چلی جاتی ہے۔ زبیدہ ہیرے کو دیکھتی ہے]

زبیدہ۔ واقعی یہ ہیرا ہے۔ بالکل اصلی۔ کس قدر خوب صورت مگر اس پر نشان عجیب وغریب ہیں۔ ادہو کچھ لکھا ہے۔ [غور سے دیکھتی ہے] پڑھوں تو۔ "رضوان الملک"۔ ارے یہ تو اس ملک کے بادشاہ کا نام ہے۔ یہ ہیرا یقیناً ان کا ہے۔ مگر اس پر اور بھی تو الفاظ ہیں۔ [روشنی کی طرف کر کے پڑھتی ہے]

"کسی چیز — کی تم — کو — خواہش ہو — گر۔
کہو — ہیرے سے — اس کو — تو پورا — کر" +

[دہراتی ہے]

"کسی چیز کی تم کو خواہش ہو گر۔ کہو ہیرے سے" "اس کو تو پورا کر" +

خوب۔ بہرحال اسے بادشاہ کے پاس واپس جانا چاہیئے۔
[کچھ سوچتی ہے۔ اس کا چہرہ چمک اٹھتا ہے] ٹھیک ہے۔
یوں ہی کرنا چاہیئے۔ [ہیرے کو ہاتھ میں لے کر کہتی ہے]
بہت ظلم و ستم ہیں مجھ پہ دیناؔزاد نے ڈھائے۔
ارے ہیرے کچھ ایسا کر کہ یہ لنگڑی ہی ہو جائے
[ذرا سی دیر کے بعد دیناؔزاد لنگڑاتی ہوئی اندر آتی ہے۔
چلنے میں عجیب مضحکہ خیز حرکتیں کرتی ہے]
ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک۔ اب فاطمہ کی باری ہے
بہت دُکھ اس کے باعث میں نے رہ کر اس جگہ پائے
مرے اللہ! پتھّر کی طرح یہ سخت ہو جائے
[فاطمہ بڑی مشکل سے اندر آتی ہے۔ اس کا جسم سخت ہے۔
نہ وہ جُھک سکتی ہے۔ نہ بدن کو اِدھر اُدھر کر سکتی ہے۔
اُسے بڑی تکلیف ہے]
بہت مناسب۔ اب رہی شہؔزاد
اگر دو چار گھنٹوں کے لئے اندھی یہ ہو جائے۔

Taj Tahir Foundation

بہت ممکن ہے پھر اچھی طرح یہ مجھ سے پیش آئے ۔

[شہزادہ ٹٹول ٹٹول کر بڑی مشکلوں سے آتی ہے۔ اور کئی جگہ گر بھی پڑتی ہے۔ جس سے اس کے چوٹیں آتی ہیں]

واقعی کمال ہے۔ کمال۔ آخر میں ندیمہ کی باری ہے

ابھی دل کو ندیمہ کے جو کوئی وہم ہو جائے۔

"مری رگ رگ میں چبھتی سوئیاں ہیں" وہ یہ چلائے۔

[چیختی چلاتی ندیمہ اندر آتی ہے۔ اس کے ہاتھ اب کبھی بدن کے اِس حصّہ پر جاتے ہیں۔ کبھی اُس حصّہ میں۔ اُسے سخت درد ہے]

اب مجھے کون روک سکتا ہے۔ میں سیدھی بادشاہ کے پاس جاتی ہوں۔ اچھّا مجھ سے نفرت کرنے والیو خدا حافظ۔ چند گھنٹے تمہاری حالت یہی رہے گی۔

[باہر چلی جاتی ہے۔ چند منٹ تک چاروں کی مختلف حرکتیں جاری رہتی ہیں۔ اور پھر پردہ گر جاتا ہے]

Taj Tahir Foundation

تیسرا منظر

[بادشاہ کا دربار۔ بیچ میں تخت ہے۔ جس پر رضوان الملک بیٹھا ہے۔ اس کے سر پر پگڑی ہے۔ جس میں موتی جڑے ہیں
امیر اور درباری اردگرد ادب سے کھڑے ہیں]

بادشاہ۔ جعفر!

[جعفر آگے بڑھ کر آداب بجالاتا ہے]

جعفر۔ ارشاد حضورِ والا:

بادشاہ۔ منادی کرنے والے کو حکم دو۔ کہ اسی وقت سارے شہر میں اس بات کا اعلان کردے۔ کہ ہیرا تلاش کر کے جو کوئی ہمارے حضور میں پیش کرے گا اُسے بہت انعام واکرام دیا جائے گا:

جعفر۔ حضور والا کے حکم کی تعمیل ابھی ہوئی جاتی ہے:

Taj Tahir Foundation

[وہ جانے کے لئے مڑتا ہے۔ مگر بادشاہ پھر بولتا ہے۔
وُہ کھڑا ہو جاتا ہے]

بادشاہ۔ اگر کل شام تک ہیرا نہ ملے۔ تو بے پروا خزانچی کو جیل میں ڈال دیا جائے ؂

جعفر۔ حضور کا ارشاد حرف بحرف پورا ہو گا ؂

[چلا جاتا ہے]

بادشاہ۔ آج کی دعوت ملتوی۔ تماشہ ملتوی۔ جشن ملتوی ؂

[درباری ایک دوسرے کا مُنہ دیکھتے ہیں۔ کسی کسی میں اشارے بھی ہو جاتے ہیں۔ باہر سے لڑائی جھگڑے کی آوازیں آتی ہیں۔ اُن میں زبیدہ کی آواز بھی ہے]

زبیدہ۔ میں بادشاہ کے حضور میں جا کر رہوں گی ؂

ایک آدمی کی آواز۔ جا کر رہے گی۔ خالہ جی کا گھر ہے نا؟

زبیدہ۔
میری بات مانی نہ تم نے اگر۔
تو پھر سنگ بن جاؤ گے سربسر+

[دربار میں آکر زمین پہ گر جاتی ہے]

Taj Tahir Foundation

زبیدہ ۔ حضور بادشاہ سلامت ۔ بندی کی عرض سنئے ؛

بادشاہ ۔ اٹھو ۔ سلطان آباد کی بیٹی اُٹھو ؛

زبیدہ ۔ [کھڑی ہو کر] خدا بادشاہ سلامت کو خضر کی عمر عطا کرے ۔ میں آپ کی ایک چیز لے کر آئی ہوں ؛

[ہیرا اس طرح ہاتھ میں لے لیتی ہے ۔ کہ سب اُسے دیکھ سکتے ہیں ۔ درباریوں کے چہرے سے خوشی اور اطمینان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں]

سب ۔ ہیرا ۔ ہیرا ۔ خدا بڑا مہربان ہے ؛

بادشاہ ۔ بیٹی یہ ہیرا تمہیں کہاں سے ملا ؟

زبیدہ ۔ چراغ موچی سے ۔ اُس نے مجھے دیا تھا ؛

بادشاہ ۔ چراغ کو فوراً حاضر کرو ؛

[ایک درباری آداب بجا لا کر باہر چلا جاتا ہے]

بادشاہ ۔ آؤ سُلطان آباد کی بیٹی ۔ میرے پاس بیٹھو ۔ مجھ سے سارا ماجرا بیان کرو ۔ تم کہاں رہتی ہو ۔ کہاں سے آئی ہو ؟

Taj Tahir Foundation

[زبیدہ تخت کے پاس نیچے بیٹھ جاتی ہے]

زبیدہ - آپ نے مجھے سلطان آباد کی بیٹی کہا ہے - مگر حضور والا میں اس ملک کی رہنے والی نہیں - حضور والا میں وادی ملجاں کی رہنے والی ہوں + میرے والد مرحوم وہاں کے وزیر تھے - ایک درباری نے انہیں غداری سے قتل کر ڈالا - میں بھاگ کر جنگل میں جا چھپی - وہاں سے سوداگروں کا ایک قافلہ گزر رہا تھا - انہوں نے مجھے پکڑ لیا - اور امیر ضیاء الملک کے ہاتھ بیچ دیا - وُہ مجھے یہاں لے آئے - کیا کر سکتی تھی - مجبور کر ہی کیا سکتا ہے - کبھی کبھی کھڑکی سے جھانک کر باہر کا منظر دیکھ لیتی تھی - غالباً چراغ نے مجھے دیکھ لیا ہو گا - یہ ہیرا اسی نے بھیجا ہے ؎

بادشاہ - اور تم نے نہایت ایمان داری سے کام لے کر اُسے واپس کر دیا - اس ہیرے کے لئے انعام و اکرام کا اعلان کیا گیا ہے - بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟

زبیدہ - حضور والا۔ دولت کی مجھے ضرورت نہیں۔ مجھے آزاد کرا کے اپنے زیر سایہ رہنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔

بادشاہ - تم اس وقت سے آزاد ہو۔ بالکل آزاد۔ تمہاری شکل و صورت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تُم شاہی خاندان سے ہو۔ اٹھو بیٹی۔ آؤ میرے پاس بیٹھو۔ (اٹھا کر تخت پر بٹھا لیتا ہے) عرفان شاہ یہاں آؤ۔ ان کے لئے الگ محل کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اور ان کی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ ہو۔ سنتے ہو عرفان؟

[اتنے میں سپاہی چراغ کو لے کر اندر آتے ہیں۔ جعفر بھی ان کے ساتھ ہے۔ سب آداب بجا لاتے ہیں۔ چراغ زمین پر گر جاتا ہے]

جعفر - حضور والا چراغ حاضر ہے۔ اور یہ شہزادی صاحبہ کا جوتا ہے۔ یہ ہمیں چراغ کی دُکان سے ملا۔ اور حضور والا ایک بڑی حیرت انگیز بات یہ ہے۔ کہ دربار کے

Taj Tahir Foundation

دونوں سنتری باہر یوں بُت بنے کھڑے ہیں۔ جیسے پتھر ہوں ۔

زبیدہ ۔ [ہنس کر] حضور والا۔ انہوں نے مجھے اندر آنے سے روکا تھا۔ میں نے ان پر جادو کر دیا۔ اس ہیرے سے حضور والا ۔

بادشاہ ۔ [قہقہہ لگا کر] کوئی بات نہیں۔ شام تک ٹھیک ہو جائیں گے۔ [چراغ سے] اچھا او موچی ابن موچی ابن موچی ۔ تمہیں یہ ہیرا اور شہزادی کا جوتہ کہاں سے ملا ؟

چراغ ۔ حضور والا۔ عالی جاہ ۔ خداوند اس غلام کی عرض سنئے ۔ ہیرا اس جوتے کے اندر تھا۔ یہ جوتا چند شیطان لڑکے میری دُکان میں پھینک گئے تھے ۔ مجھے نہیں معلوم تھا ہیرا کس کا ہے ۔ میں نے اسے ان معزز خان کو کے پاس بھیج دیا۔ میں انہیں خوش کرنا چاہتا تھا ۔

[عرفان شاہ آگے بڑھتا ہے]

Taj Tahir Foundation

عرفان ۔ ابّا جان میری التجا بھی سُن لیجئے ۔ میں شہادت دیتا ہوں ۔ کہ یہ آدمی سچّا ہے ۔ آج صبح آپا جان جب سیر سے واپس آئیں ۔ تو رو رہی تھیں ۔ میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں ۔ کہنے لگیں ۔ کہ میرا جوتا کہیں گر گیا ہے ۔ خیر یہ تو کچھ نہیں ۔ لیکن ایک غضب ہو گیا ہے ۔ اس وقت میں سمجھ نہ سکا ۔ کہ غضب کیا ہو گیا ۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ۔ کہ یہ ہیرا انہوں نے اس جوتے میں رکھ دیا تھا ۔ خیر یہ ہیرا مل گیا ہے ۔ اور کسی قسم کا نقصان بھی نہیں ہوا ۔ میرا خیال ہے ۔ چراغ کو سزا ملنے کی بجائے انعام مِلنا چاہیئے ۔

بادشاہ ۔ کیا انعام مُلنا چاہیئے ؟

عرفان ۔ چراغ کو شاہی موچی بنا دیا جائے ۔

بادشاہ ۔ منظور ۔ اُٹھو چراغ تاکہ تم دیکھ سکو ۔ کہ تمہارا بادشاہ کتنا مہربان اور فیاض ہے ۔ یہ لو موتی میری طرف سے انعام ہے ۔ [پگڑی سے ایک موتی نکال کر دیتا ہے] جعفر!

چراغ کو ایک سَو روپیہ بھی خزانہ سے دلوا دیا جائے۔
تاکہ آج رات اس واقعہ کی یاد میں یہ خوشی منا سکے۔

[چراغ جُھک کر آداب بجا لاتا ہے]

پردہ

Taj Tahir Foundation

چوتھا منظر

[پھر وہی گلی جو پہلے منظر میں تھی ۔ رات کا وقت ہے ۔ مختلف جگہ دئے جل رہے ہیں ۔ ایک چراغ کی دکان میں بھی ٹمٹما رہا ہے ۔ لاڈو پریشانی کی حالت میں ٹہل رہی ہے ۔ کبھی کبھی اِدھر اُدھر دیکھ لیتی ہے]

لاڈو ۔ میرے ماں باپ نے اس بے کار اور نکمے آدمی سے میری شادی کیوں کر دی ۔ معلوم نہیں اس نے کیا کیا ہے ؟ سپاہی پکڑ کر لے گئے ہیں ۔ بس اب ضرور اُسے پھانسی ہو گی ۔ یا عمر بھر کے لئے جیل ۔ میں کیا کروں میرے اللہ ؟

[وہ اندر جاتی ہے ۔ اور چراغ ہنسی خوشی داخل ہوتا ہے ۔ اس کے ہاتھ میں شہد کی بوتل ہے ۔ مارے خوشی

کے آپے سے باہر ہے]

چراغ - قسمت ہو تو ایسی ہو۔ بس اب اس دکان کو سات سلام ہیں۔ بلکہ پندرہ۔ اب کسی گاہک کی ضرورت نہیں رہی۔ صادق کو معلوم ہو گا۔ تو جلے گا۔ جلے پھر۔ ایسی تیسی اس کی۔ [جوتے اُٹھا کر باہر پھینکنا شروع کر دیتا ہے] لاڈو! او لاڈو!

[لاڈو غصے میں بھری ہوئی آتی ہے]

لاڈو - بے کار۔ نکمے۔ سُست۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دماغ تو نہیں چل نکلا؟

چراغ - پاگل۔ بدزبان۔ جھگڑالو۔ کچھ نہیں۔ اب کسی چیز کی پروا نہ کر۔ لے یہ۔

[روپے نکال کر زمین پر پھینک دیتا ہے۔ لاڈو تعجب سے دیکھتی ہے۔ اور پھر اُٹھانا شروع کر دیتی ہے]

لاڈو - کہاں سے لائے ہو۔ یہ ڈھیر سارے روپے۔ چوری تو نہیں کی؟

Taj Tahir Foundation

چراغ۔ جب خُدا دیتا ہے۔ تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا۔ آج سے میں شاہی موچی ہوں۔ شاہی موچی!

ندیمہ۔ شاہی موچی!

چراغ۔ ہاں شاہی موچی۔ اور ابھی یہ بھی تو دیکھو۔ [موتی نکالتا ہے۔ ندیمہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے] یہ بادشاہ سلامت کی مہربانی ہے۔ انہوں نے اس غلام پر اس قدر احسان کئے ہیں۔ کہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ لیکن ایک بات ہے۔ اگر وُہ چار لڑکے نہ آتے۔ تو یہ کچھ نہ ہوتا۔ اس لئے کہو۔ "چاروں لڑکے زندہ باد!"

دونوں۔ چاروں لڑکے زندہ باد!

[چراغ جوش میں ناچنے لگتا ہے۔ بوتل ہاتھ سے گر کر ٹوٹ جاتی ہے]

چراغ۔ شہد۔ ہائے میرا شہد۔ لاڈو تم جانتی ہو مجھے شہد سے کتنی اُلفت ہے۔ اس پر جان دیتا ہوں۔ میرا شہد!

[زمین پر گھٹنے اور ہاتھ ٹیک کر شہد کو چاٹتا ہے]

پردہ

Taj Tahir Foundation

لنگڑا بادشاہ

لڑکوں کے لئے ایک دلچسپ ڈرامہ

Taj Tahir Foundation

کھیل میں کام کرنے والے

۱۔ بادشاہ

۲۔ وزیراعظم

۳۔ وزیرداخلہ

۴۔ وزیرخارجہ

۵۔ سپہ سالار

۶۔ میر منشی

۷۔ دو شہری

۸۔ ملازم

۹۔ دو نقارچی

Taj Tahir Foundation

لنگڑا بادشاہ

[شاہی محل کا دیوان خاص۔ بادشاہ کا تخت ایک اُونچی جگہ پر رکھا ہے۔ تخت پر جانے کے لئے چھ سات سیڑھیاں چڑھنا پڑتا ہے۔ تخت پر قالینیں اور تکیہ پڑا ہے۔ مگر زینوں پر معمولی سا رنگ دار کپڑا ہے۔ سپہ سالار اور وزیروں نے خوب صورت چغے پہن رکھے ہیں۔ سر پر بڑی بڑی پگڑیاں ہیں۔]

وزیر اعظم تخت کے نیچے ایک زینے پر کھڑا ہے۔ سپہ سالار تخت کے کنارے یوں ہی سہارا لئے بیٹھا ہے۔ وزیر داخلہ اور وزیر خارجہ اسٹیج کے دائیں طرف پاس پاس دو کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ وزیر داخلہ کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ اسٹیج کے بائیں طرف ایک کھڑکی ہے۔ میر منشی اس میں سے

Taj Tahir Foundation

باہر دیکھ رہا ہے]

وزیر اعظم۔ ایسے شخص کو بادشاہ بنا لینا جسے ہم نے کبھی دیکھا تک نہ ہو۔ حماقت ہے۔ خالص حماقت۔ کیا معلوم وُہ حبشی ہو یا کوئی پہاڑی گِٹھ مِٹھیا۔

وزیر داخلہ۔ [کتاب پر سے نظریں اُٹھا کر] احمقوں کی سی باتیں مت کیجئے۔

وزیر خارجہ۔ وزیر اعظم اور احمق! آپ کو ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیئے۔ یہ نہایت نامناسب بات ہے۔

وزیر داخلہ۔ ایمان سے کہو۔ جھوٹ کہتا ہوں؟ اگر وُہ واقعی احمق ہیں۔ تو پھر کہنے میں کیا ہرج ہے؟

سپہ سالار۔ چاہے وُہ کتنے ہی احمق ہوں۔ مگر ہیں تو وزیر اعظم۔

وزیر اعظم۔ [زینہ سے اُٹھ کر تخت پر جا بیٹھتا ہے۔ اور کہنی مار کر سپہ سالار کو تخت پر سے گرا دیتا ہے۔ وُہ اسی وقت کپڑے جھاڑ کر اُٹھ بیٹھتا ہے] مہربانی فرما کر یہ لفظی جھگڑا ختم

کیجئے۔ لڑائی جھگڑا بیہودہ بات ہے۔

سپہ سالار۔ لڑائی جھگڑا تو ختم ہو گیا۔ مگر آپ اب تخت سے اُٹھ بیٹھئے۔ بادشاہی تخت پر بیٹھ جانا اُور بھی زیادہ بیہودہ بات ہے۔

میر منشی۔ [مڑ کر] میرا خیال ہے۔ زینے پر چڑھنا بھی کچھ آسان کام نہیں۔ وزیر اعظم صاحب کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ ہوئی تھی نہ جناب؟

وزیر اعظم۔ بہت۔ نہایت۔ بے حد۔ اور ادھر بادشاہ سلامت ہیں۔ کہ ان کا کوئی سراغ ہی نہیں۔ میرا دم اُلجھ رہا ہے۔

وزیر داخلہ۔ وُہ کیوں؟

وزیر اعظم۔ پوچھنے لگے کیوں؟ ارے بھئی اس نئے بادشاہ کی وجہ سے اور کیوں؟ ہم اسے جانتے تک نہیں۔ کیا خبر وُہ ظالم ہو۔ سنگ دل ہو۔

وزیر خارجہ۔ ظالم اور سنگ دل سے آپ کا کیا مطلب؟

وزیر داخلہ۔ ظالم اور سنگ دل اُسے کہتے ہیں۔ جو مثلاً آپ سے یہ کہے۔ کہ کریلے کھاؤ۔ حالانکہ آپ کو کریلوں سے نفرت ہو۔

وزیر خارجہ۔ مجھے تو کریلے پسند ہیں۔

وزیر داخلہ۔ آپ کو تو کھانے کی ہر چیز پسند ہے۔

سپہ سالار۔ پھر وہی لڑائی۔ آپ کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ بادشاہ سلامت اب آنے ہی والے ہیں۔ میر منشی صاحب آپ کھڑکی میں سے کیا دیکھ رہے ہیں؟

میر منشی۔ بازار میں لوگوں کا ہجوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ مینہ ایسے زور کا برس رہا ہے۔ جیسے آج برس کر شاید پھر کبھی نہ برسے گا۔ مگر انہیں پرواہ ہی نہیں۔ [نقارے کی آواز سُنائی دیتی ہے] سنئے نقارے کی آواز۔ بادشاہ سلامت آ رہے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے ـــ

وزیر خارجہ۔ کیا عجیب بات ہے؟

میر منشی ۔ تھوڑی دیر میں آپ کو معلوم ہو جائے گی ۔
وزیر خارجہ ۔ مگر میں ابھی معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ [نقارے کی آواز پھر آتی ہے ۔ مگر قریب سے]
وزیر داخلہ ۔ جناب وزیر اعظم صاحب اب آپ تخت پر سے اُتر جائیے ۔
وزیر اعظم ۔ ہاں ۔ بے شک ۔ آپ کا مشورہ نہایت معقول ہے ۔
[تیسری مرتبہ نقارے کی آواز بالکل قریب سے آتی ہے]
سپہ سالار ۔ بادشاہ سلامت !
[وزیر اعظم تخت کے ایک طرف اور سپہ سالار دوسری طرف کھڑا ہو جاتا ہے]
وزیر خارجہ ۔ میرا خیال ہے ۔ نئے بادشاہ سلامت ضرور وجیہہ اور شان دار ہوں گے ۔ [کھڑا ہو جاتا ہے]
وزیر داخلہ ۔ اور منصف اور مہربان ۔ [کھڑا ہو جاتا ہے]
وزیر اعظم ۔ میرا خیال ہے ۔ وُہ خود رائی سے کام لے کر

Taj Tahir Foundation

اپنا حکم نہیں چلائیں گے ؎

سپہ سالار ۔ بے شک وہ خودرائی سے کام لے کر اپنا حکم نہیں چلائیں گے ؎

میر منشی ۔ خودرائی سے کام لے کر وُہ خواہ مخواہ کیوں اپنا حکم ــــ

وزیر اعظم ۔ خاموش ۔ بادشاہ سلامت تشریف لے آئے ؎

[دو نقارچی نقارہ بجاتے ہوئے داخل ہوتے ہیں ۔ ان کے پیچھے بادشاہ ہے ۔ اُس نے سر پر چھجے دار ٹوپی پہن رکھی ہے ۔ اور لنگڑا کر چلتا ہے ۔ اس کے پیچھے ایک ملازم کُتا[۱] اُٹھائے ہے ۔ پھر دو شہری ہیں ۔ بادشاہ کے داخل ہونے پر سب جُھک کر آداب بجا لاتے ہیں ۔ مگر بادشاہ کے لنگڑا کر چلنے کے سبب کچھ پریشان سے معلوم ہوتے ہیں]

وزیر خارجہ ۔ [آہستہ سے] سبحان اللہ ۔ ٹوپی کیا بانکی پہن رکھی ہے !

[۱] کُتا چاہے اصلی ہو یا نقلی ؎

Taj Tahir Foundation

وزیر اعظم۔ [آہستہ سے] جیسے کمرے کے سامنے ٹین کا چھجہ ہو۔

سپہ سالار۔ [آہستہ سے] حضرت لنگڑاتے بھی ہیں۔

بادشاہ۔ [تخت پر بیٹھ کر] آخر ہم یہاں پہنچ ہی گئے۔

[نقارچی زینہ پر بیٹھ جاتے ہیں]

وزیر اعظم۔ [شہریوں کی طرف دیکھ کر جو ملازم کے ساتھ دروازے پر کھڑے ہیں] حضور والا اگر کچھ کہنے کی اجازت ہو تو۔

بادشاہ۔ ہاں ہاں ضرور کچھ کہو۔

وزیر اعظم۔ وُہ لوگ کون ہیں؟

بادشاہ۔ یہ لوگ بازار میں لڑ رہے تھے۔ چنانچہ ہم ان کو یہاں لے آئے۔ ہم معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ یہ لڑ کیوں رہے ہیں۔ انہوں نے ہمارا راستہ روک رکھا تھا۔ [شہریوں سے] بیٹھ جاؤ اور انتظار کرو۔

[ملازم شہریوں کے بیچ میں کُتّا لئے بیٹھ جاتا ہے۔ وقتاً فوقتاً شہری کُتے کو پیار کرتے ہیں۔ مگر ملازم سختی سے ان کا

ہاتھ ہٹا دیتا ہے]

سپہ سالار۔ حضور والا عام آدمیوں کو دیوانِ خاص میں لانا۔ . . . یہ . . . گویا اس کی اجازت نہیں ہے ۔

بادشاہ۔ تو پھر ہم کیا کرتے؟ ان کو لڑنے دیتے؟ تو یہ لڑتے رہتے ۔

وزیر اعظم۔ نہیں حضور والا۔ لیکن ——

بادشاہ۔ لیکن؟ لیکن کیا؟ کوئی لیکن نہیں۔ ہم ان میں مصالحت کرا دیں گے ۔

وزیر خارجہ۔ [آہستہ سے] مصالحت کیا؟ کیا معنی ہیں اس کے؟

وزیر داخلہ۔ [آہستہ سے] آپس میں صلح کرانا ۔

وزیر خارجہ۔ اچھا۔ مگر یار ٹوپی بڑی بانکی ہے ۔

[ہر ایک بادشاہ کی ٹوپی کی طرف دیکھتا ہے]

بادشاہ۔ کیا بات ہے۔ تم سب کیا دیکھ رہے ہو؟

میر منشی۔ ہم حضور کی چھجے دار ٹوپی کو دیکھ رہے ہیں ۔

Taj Tahir Foundation

بادشاہ۔ [اپنی ٹوپی سر پر سے اُتار کر دیکھتا ہے۔ اور پھر پہن لیتا ہے] تو کیا ہے اس ٹوپی میں؟ بہت اچھّی ٹوپی ہے۔

سپہ سالار۔ جی ہاں حضور والا۔ مگر ہمارے پہلے بادشاہ تاج پہنا کرتے تھے۔

بادشاہ۔ تاج؟ اس کڑکتی دھوپ میں تاج؟ اُن کا اِنتقال گرمی کی وجہ سے تو نہیں ہوا تھا؟

وزیر اعظم۔ نہیں حضور۔ ان کا اِنتقال بڑھاپے کے باعث ہوا تھا۔

بادشاہ۔ خیر اس بیماری کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔

سپہ سالار۔ [اپنی پگڑی اُتار کر ایک نقارچی کو دیتا ہے] یہ لے جاؤ اور ایک جھبے دار ٹوپی لے آؤ۔

وزیر اعظم۔ [اپنی پگڑی اُتار کر دوسرے نقارچی کو دیتا ہے۔] یہ لے جاؤ اور ایک جھبے دار ٹوپی لے آؤ۔

بادشاہ۔ باتیں بہت ہو چکیں۔ ہمیں اب اپنا کام شروع

کرنا چاہیئے ۔

[نقارچی واپس آکر جھبے دار ٹوپیاں دونوں کو دے دیتے ہیں ۔ جو وہ پہن لیتے ہیں ۔ نقارچی پہلے کی طرح بیٹھ جاتے ہیں]

وزیر اعظم ۔ حضور والا کام شروع کرنے سے پہلے ہم سب آپ کے ہاتھ چومنا چاہتے ہیں ۔

بادشاہ ۔ عجیب خواہش ہے ۔ مگر غالباً یہ کوئی رسم ہے ۔

سپہ سالار ۔ جی ہاں حضور والا رسم ہے ۔

وزیر اعظم ۔ جی حضور رسم ۔

وزیر خارجہ ۔ جی حضور رسم ۔

بادشاہ ۔ اگر رسم ہے ۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

[وزیر اعظم بادشاہ کی طرح لنگڑاتا ہوا بادشاہ کے سامنے جاتا ہے ۔ اور گھٹنے ٹیک کر ہاتھ چوم لیتا ہے]

بادشاہ ۔ کیا بات ہے ۔ تم لنگڑے ہو؟

وزیر اعظم ۔ حضور والا میری ٹانگ میں پھوڑا ہے ۔

Taj Tahir Foundation

[سپہ سالار بھی بادشاہ کی طرح لنگڑاتا بادشاہ کے ہاتھ
چوم لیتا ہے]

بادشاہ۔ تمہاری ٹانگ میں بھی پھوڑا ہے؟

سپہ سالار۔ [لنگڑاکر اپنی جگہ پر چلا جاتا ہے] جی نہیں حضور۔
مجھے گٹھیا کی شکایت ہے۔

[وزیر خارجہ بھی لنگڑاتا ہوا بادشاہ کے ہاتھ چومتا ہے]

بادشاہ۔ واہ بھئی واہ۔ گٹھیا کا ایک اور مریض!

وزیر خارجہ۔ جی نہیں حضور والا میرے ٹخنے میں درد ہے۔

بادشاہ۔ بڑا افسوس ہے۔ پھوڑا۔ گٹھیا۔ ٹخنے کا درد۔ میں
کسی غلط جگہ تو نہیں پہنچ گیا۔ یہ دیوان خاص ہے۔
یا ہسپتال؟

[وزیر داخلہ اور میر منشی ہاتھ چومنے آتے ہیں۔ مگر وہ لنگڑاتے
نہیں۔ اس دوران میں وزیر خارجہ اپنے ٹخنے کو اور سپہ سالار
اور وزیر اعظم اپنی ٹانگوں کو سہلاتے ہیں]

بادشاہ۔ [وزیر داخلہ سے] تمہاری ٹانگ میں تو درد نہیں ہے؟

Taj Tahir Foundation

وزیرِ داخلہ۔ جی نہیں حضور والا۔ [اپنی جگہ پر جاکر] میری صحت ہمیشہ اچھی رہی ہے ؎

بادشاہ۔ [میرمنشی سے جب وہ ہاتھ چومتا ہے] اور تم؟ کسی قسم کا درد ؎

میرمنشی۔ جی نہیں حضور والا ؎

بادشاہ۔ چھجے دار ٹوپی تم نے کیوں نہیں پہنی؟

میرمنشی۔ [اپنی جگہ پر جاتے ہوئے] کوئی ضرورت نہ تھی حضورِ والا۔ اس لئے کہ میں کمرے کے اندر ہوں ؎

بادشاہ۔ تم مجھے عقل مند اور ایک خاص رائے کے مالک نظر آتے ہو ؎

میرمنشی۔ خیال تو میرا بھی کچھ ایسا ہی ہے حضور والا ؎

بادشاہ۔ اب۔ [شہریوں کی طرف اشارہ کرکے] اب ہمیں ان لڑاکا شہریوں کا فیصلہ کرنا چاہیئے ؎

[شہری اس وقت کُتّے کو تھپکیاں دیتے ہیں۔ مگر ملازم ان کے پیٹ میں کہنیاں مارتا ہے]

Taj Tahir Foundation

وزیراعظم۔ اگر مجھے مشورہ دینے کی اجازت ہو تو حضور والا میرا مشورہ یہ ہے۔ کہ ان دونوں کو جیل خانے بھیج دیا جائے۔

بادشاہ۔ جیل خانہ! وُہ کیوں؟

سپہ سالار۔ اگر مجھے مشورہ دینے کی اجازت ہو تو اس لئے حضور والا کہ اُنھوں نے امن عامہ میں خلل ڈالا ہے۔

بادشاہ۔ [میر منشی سے] اور تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

میر منشی۔ حضور والا پہلے دونوں کے بیان سُن لینے چاہئیں۔

بادشاہ۔ نہایت معقول خیال ہے۔ نہایت معقول۔ [شہریوں سے] آگے آؤ۔ اور جو کچھ کہنا چاہتے ہو۔ کہو۔

[دونوں شہری آگے آتے ہیں]

سپہ سالار } [ایک ساتھ] اگر مجھے مشورہ ——
وزیراعظم }

بادشاہ۔ بیٹھ جاؤ اور خاموش رہو۔ اور اپنا مشورہ محفوظ رہنے دو۔ [دونوں شرمندہ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ شہریوں سے] اچھّا تو کیا کہنا چاہتے ہو تم؟

پہلا شہری - بادشاہ سلامت - یہ کُتّا ہے میرا - [ساتھی کی طرف اشارہ کر کے] مگر یہ کہتا ہے - کہ اس کا ہے ⁘

دوسرا شہری - یہ جھوٹ بولتا ہے بادشاہ سلامت - کُتّا میرا ہے - پچھلے سال میرے بھائی نے مجھے دیا تھا۔

بادشاہ - جاؤ اپنے بھائی کو یہاں بلا لاؤ ⁘

دوسرا شہری - بادشاہ سلامت اس کو یہاں بُلانا ممکن نہیں - وجہ یہ کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے ⁘

بادشاہ - پھر اس کے ذکر کی ضرورت ہی کیا تھی - مرا ہُوا گواہ تمہارے کس کام کا؟

پہلا شہری - حضور اس کے کہے کا اعتبار نہ کیجئے - تین مہینے ہوئے یہ کُتّا ایک گلی میں مارے بھوک کے چیخ رہا تھا - میں گھر لے آیا - اس وقت سے یہ میرے پاس ہے ⁘

دوسرا شہری - ہرگز نہیں - اس سے کبھی رحم کی اُمید ہی نہیں کی جا سکتی - یہ بڑا ظالم شخص ہے ⁘

بادشاہ - نتیجہ یہ نکلا - کہ تم دونوں میں سے کوئی ایک ضرور

جھوٹ بول رہا ہے ۔

پہلا شہری ۔ میں نے ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں کہا ۔ حضور میں نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔

بادشاہ ۔ خوب ۔ پھر تو بھائی تم بڑے باکمال انسان ہو ۔

دوسرا شہری ۔ حضور میں بڑ نہیں ہانکتا ۔ مگر اتنا کہتا ہوں ۔ کہ کُتّا میرا ہے ۔

بادشاہ ۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے ۔ جو ان دونوں کو جانتا ہو ۔ [سب سر ہلاتے ہیں] بڑی مشکل ہے ۔ کوئی گواہ نہیں ملتا ۔ کیا کیا جائے ؟

میر منشی ۔ حضور کُتّا اپنے پاس رکھ لیجئے ۔ پھر یہ کبھی نہ لڑیں گے ۔

بادشاہ ۔ لیکن قصّہ یہ ہے ۔ کہ مجھے کُتّے پسند نہیں ۔ بلّیاں پسند ہیں ۔ علاوہ ازیں کُتّا میرا نہیں ۔ اور مجھے اس کو رکھنے کا کوئی حق بھی نہیں ۔ پھر میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ کُتّے کا اصل مالک کون ہے ۔ [وزیر داخلہ سے] اس جھگڑے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟

Taj Tahir Foundation

وزیر داخلہ۔ حضور والا کُتّے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصّہ دونوں کو دے دیجئے ؛

بادشاہ۔ نہایت معقول خیال ہے۔ نہایت معقول۔ [شہریوں سے] تمہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ؟

پہلا شہری۔ جیسی حضور کی مرضی ؛

بادشاہ۔ [دوسرے شہری سے] اور تمہیں ؟

دوسرا شہری۔ حضور والا مجھے اعتراض ہے۔ کُتّا اس کے پاس رہنے دیجئے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ اس کے دو حصّے کر دئے جائیں۔ یہ بہت اچھّا کُتّا ہے۔ اسی کے پاس رہنے دیجئے ؛

پہلا شہری۔ میں نہ کہتا تھا کُتّا میرا ہے حضور والا۔ اب میں کُتّے کو گھر لے جاؤں ؟

بادشاہ۔ تم نے کہا تھا تم نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ کتنا زبردست سفید جھوٹ تھا [نقارچیوں سے] اسے جیل خانے لے جاؤ۔ [نقارچی اسے پکڑ لیتے ہیں]

پہلا شہری۔ مگر کیوں حضور والا۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ کیا یہی انصاف ہے حضور والا؟

بادشاہ۔ [سختی سے] چپ بدمعاش کہیں کا۔ تم پر دو الزام ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم نے بازار میں لڑائی شروع کی۔ اور امن عامہ میں خلل ڈالا۔ دوسرے تم نے یہ کُتّا اُڑانے کی کوشش کی جو تمہارا نہیں ہے۔ لے جاؤ اس کو

[نقارچی اس کو لے جاتے ہیں]

وزیراعظم۔ حضور والا اگر مجھے مشورہ ——

بادشاہ۔ ہاں دو مشورہ *

وزیراعظم۔ چونکہ حضور کو ابھی پوری طرح یقین نہیں۔ کہ کُتّے کا اصلی مالک یہی شخص ہے۔ اس لئے ——

بادشاہ۔ ہمیں پورا یقین ہے۔ کُتّا اس کا ہے۔ اسی لئے یہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ اسے کسی طرح کا نقصان پہنچے۔ وزیراعظم صاحب اپنی چیز کا ہر ایک کو درد ہوتا ہے *

دوسرا شہری۔ میں حضور والا کا بڑا احسان مند ہوں

خدا حضور کا اقبال بلند کرے ۔

[جانے کے لئے مڑتا ہے ۔ مگر وزیر اعظم آگے بڑھ کر اس کو پکڑ لیتا ہے ۔ اور واپس تخت کے قریب لے آتا ہے]

سپہ سالار ۔ اگر مرحوم بادشاہ زندہ ہوتے ۔ تو ان دونوں شہریوں کو سزا دیتے ۔ اور کُتّے کو مروا ڈالتے ۔

بادشاہ ۔ میں مرحوم بادشاہ نہیں ۔ نیا بادشاہ ہوں ۔ [ذرا سر ہلا کر] جیسا کہ ابھی تم سب کو معلوم ہو جائے گا ۔ تمہاری ٹانگ میں گنٹھیا کا درد اب تک ہے ؟

سپہ سالار ۔ جی ہاں حضور والا ۔

[بادشاہ کھڑا ہو کر اپنی ٹوپی تخت پر رکھ دیتا ہے ۔ اور پھر تخت سے اتر کر بغیر لنگڑائے سپہ سالار کے پاس جا پہنچتا ہے]

بادشاہ ۔ کیا اب بھی تمہاری ٹانگ میں گنٹھیا کا درد ہے ؟

سپہ سالار ۔ جی ..... ن ... نہیں حضور والا ... درد ... جاتا رہا ... ہے ۔

Taj Tahir Foundation

بادشاہ۔ درد جاتا رہا ہے میرا بھی یہی خیال تھا۔ بتاؤ تم نے چھجے دار ٹوپی کیوں پہن رکھی ہے۔ یہ بڑی بدصورت اور بھدی معلوم ہوتی ہے +

سپہ سالار۔ حضورِ والا جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ کہ آج کڑکتی ہوئی دھوپ پڑ رہی ہے۔ اس لئے میں نے چھجے دار ٹوپی پہن لی +

[وُہ جھک جاتا ہے۔ اور ٹوپی اس کے سر سے گر جاتی ہے۔ میر منشی اُسے اُٹھا کر تخت کے ایک طرف کھونٹی میں لٹکا دیتا ہے]

بادشاہ۔ فضول۔ واہیات۔ تم لنگڑے بنے اس لئے۔ کہ ہم لنگڑے بنتے۔ تم نے چھجے دار ٹوپی پہنی اس لئے کہ ہم نے پہن رکھی تھی۔ باہر زور کا مینہ برس رہا ہے۔ مگر تم کہتے ہو۔ کہ کڑکتی دھوپ پڑ رہی ہے۔ کیونکہ ہم نے کہا تھا۔ کہ کڑکتی دھوپ پڑ رہی ہے۔ سپہ سالار تم منافق ہو۔ منافق +

Taj Tahir Foundation

وزیرخارجہ۔ منافق۔ یعنی!

بادشاہ۔ تم بھی منافق ہو۔ سپہ سالار بھی اور وزیراعظم بھی تم نے محض خوشامد کے لئے ہر طرح سے میری نقل کرنے کی کوشش کی ؂

وزیراعظم۔ حضور والا بادشاہ جو کرے ویسا ہی کرنا چاہیئے،

بادشاہ۔ [اس کے پاس جاکر] ویسا ہی کرنا چاہیئے؟

فضول۔ اگر کوئی کام ہم کریں۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ وہ کام ضرور کرنا چاہیئے۔ اگر ہم کوئی حماقت کی بات کریں۔ تو تم سب بھی وہی کروگے؟ [وزیراعظم کے سر سے پھجے دار ٹوپی اُتار کر میر منشی کو دے دیتا ہے۔ جو اسے کھونٹی سے لٹکا دیتا ہے] ہم لنگڑے بنے اور پھجے دار ٹوپی پہنی۔ محض اس لئے۔ کہ ہم معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ اس دربار میں سچّے اور کھرے آدمی کتنے ہیں۔ ہم نے معلوم کر لیا ہے۔ صرف دو ہیں ؂

وزیرخارجہ۔ ایک تو میں ہوں حضور والا ؂

Taj Tahir Foundation

بادشاہ ۔ نہیں تم نہیں ۔ [میر منشی سے] ایک تو تم ہو ۔ آج سے تم ہمارے وزیر اعظم ہو ۔ ہم ایک دوسرے سے مشورہ کر کے حکومت کا کاروبار چلایا کریں گے ۔ اور تم [وزیر داخلہ سے] آج سے سپہ سالار ہو ۔ ہمیں اُمید ہے ۔ کہ تم عقل مندی سے کام لے کر اپنی فوج میں خوب انتظام قائم رکھو گے ⁂

سپہ سالار ۔ مگر حضور والا سپہ سالار تو میں ہوں ⁂

بادشاہ ۔ تم سپہ سالار کیسے ہو سکتے ہو ۔ گٹھیا کے درد کے مارے تو تم سے کھڑا نہیں ہؤا جاتا ۔ تم گھر جاؤ اور آرام کرو ۔ [نقارچیوں سے جو واپس آ چکے ہیں] لے جاؤ ان تُنْچھے دار ٹوپیوں کو اور شہر کے عجائب گھر میں رکھ دو ۔ دربار ختم ⁂

[بادشاہ رخصت ہوتا ہے ۔ اس کے پیچھے ملازم اور نقارچی ٹوپیاں اُٹھاتے ہوئے ہیں ۔ باقی وہیں رہتے ہیں ۔ اور حیرت اور پریشانی کے ملے جُلے جذبات

Taj Tahir Foundation

سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں]

پردہ گرتا ہے

سید حمید علی نے امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ۔ لاہور میں باہتمام پنڈت دھرم چند بھارگو بی۔ایس سی چھپایا

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation
LIBRARY
54